ادارت

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری
مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نائب مدیر: اقبال احمد اختر القادری

مشاورت

* علامہ تراب الحق قادری
* الحاج شفیع محمد قادری
* علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
* منظور حسین جیلانی
* حاجی عبداللطیف قادری
* ریاست رسول قادری
* حاجی حنیف رضوی

مشمولات

حدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ =/120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ، لائف ممبر شپ =/300 ڈالر
نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام ''ماہنامہ معارف رضا'' ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

رابطہ: 25 - جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی ۔ 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون:- 021-7725150 - 092 - اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشر، مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی - آئی - چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یکم محرم الحرام کا سورج مسلمانانِ عالم کے لئے نئے اسلامی سال (۱۴۲۲ھ) کی آمد کی مبارک باد لیکر طلوع ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ۱۴۲۲ھ کے سال کو نبی محتشم، رحمت عالم نبی اکرم ﷺ کے امتیوں کے لئے اتحاد و اتفاق کا اور آفات و بلیات ارضی و سماوی اور یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی چیرہ دستیوں اور جبر و ظلم سے نجات کا سال بنا دے۔ کشمیر، فلسطین، چیچنیا، کوسوو، بوسینا، مقدونیہ اور دیگر ممالک کے مجاہدین کے لئے فتح و نصرت کا سال بنا دے۔ پاکستان، افغانستان، اردن، عراق اور دیگر اسلامی ممالک کے لئے امن و امان، خوشحالی، رحمت و رزق کی فراوانی اور عالم اسلام کے بدکردار حکمرانوں سے نجات کا سال بنا دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

اس ماہ مبارک میں تاریخ اسلام کے دو واقعات بہت اہم ہیں ایک تو امیر المومنین خلیفۃ الرسول سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت، دوسرا جگر گوشہ سرور ہر دوسرا محمد رسول اللہ ﷺ، خاندان نبوت کے پھول سیدنا امام عالی مقام امام حسین گلگوں قباء کی میدان کرب و بلا میں عظیم الشان شہادت۔

مراد رسول خلیفۂ دوم امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ان کی ذات مبارکہ حق پسندی، جرأت و بے باکی، عزم صمیم، دانائی و بینائی اور عدل و احسان کا ایسا مرقع تھی جس کی مثال انبیاء و رسل اور خلفائے راشدین کے علاوہ تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ امم سابقہ اور بعد کے صاحب عدل و ایمان سلاطین عالم پر آپ کی برتری کا سبب یہ ہے کہ آپ کو اللہ کے سب سے معظم و مکرم اور رسول آخرین ﷺ کے آگے زانوئے ادب تہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، ان کی تربیت اسی ہستی نے فرمائی جنہیں اللہ جل جلالہ نے معلم کتاب و حکمت اور نفسوں کا تزکیہ کرنے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔ لیکن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس سے بھی بڑھ کر ایک اور شرف یہ ہے کہ ان کے ایمان لانے کی دعا خود فخر موجودات سید کائنات ﷺ نے مانگی، گویا آپ مراد رسول بن کر دامن نبوت و رحمت میں آئے ایسے فرد کے فرد فرید ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہی چند لمحوں میں ایمان کی اس بلندی پر پہنچ گئے جہاں حق کے حق ہونے کا شدت سے احساس ہوتا ہے، چنانچہ آپ نے اسے علی الاعلان نافذ کرنے کی خواہش کا اظہار اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے حضور ان الفاظ میں کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم حق پر ہیں لہذا

ہمیں معبودانِ باطل کے پرستاروں سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے، ہمیں خانہ کعبہ میں جاکر علی الاعلان نماز ادا کرنی چاہیے۔ سید عالم ﷺ نے عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہ صرف یہ تجویز پسند فرمائی بلکہ اسی وقت آپ کو''فاروق''یعنی حق و باطل میں فرق و امتیاز کرنے والے کا لقب عطا فرمایا اس موقع پر دار ارقم میں موجود ۴۰ صحابۂ اولین السابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نعرۂ تکبیر کی گونج جب خانہ کعبہ کی دیواروں اور اس کے گرد پھیلی ہوئی پہاڑیوں سے ٹکرائی تو کفار و مشرکین مکہ تھر تھرا اٹھے کہ انہوں نے اسے قبل کبھی ایسی ہیبت ناک آواز نہ سنی تھی اور چند ہی لمحوں بعد ان کفار و مشرکین نے دہشت زدہ لرزتے ہوئے جسم و جان سے یہ حیرت انگیز منظر بھی دیکھا کہ اعلان نبوت کے بعد پہلی بار مسلمانوں نے معلمِ کتاب و حکمت ﷺ کی اقتداء میں خانہ کعبہ کے سامنے اور ہجوم کفار کے بیچوں بیچ نماز باجماعت ادا کی، قیام جماعت سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس للکار نے جسمیں انہوں نے بڑے بڑے سرداران کفار مکہ کے نام لے لے کر کہا کہ''ہم یہاں اپنے اللہ وحدہٗ لاشریک کی عِبادت کرنے جارہے ہیں اگر کسی میں جرأت ہے تو ہمیں روک کر دکھائے''وہاں کثیر تعداد میں موجود کفار و مشرکین پر سکتہ طاری کر دیا گویا اسلام کے دوسرے رکن''نماز''کا باجماعت نفاذ آپ کے ایمان لانے کا منتظر تھا، قیام صلوٰۃ کا اہتمام اور اس سے وابستگی آپ کی زندگی کی آخری سانسوں تک باقی رہی۔

اسی طرح''صوم''(روزہ) اسلام کا ایک تیسرا اہم رکن ہے، رمضان المبارک''حسنات''کا موسم بہار ہے۔ اس کی راتوں کو تلاوت قرآن کی پرکشش آواز سے پرنور کرنے کی سعادت بھی حضرت فاروق اعظم کے حصہ میں آئی۔ چنانچہ نماز تراویح کی صورت میں منتشر عبادت کرنے والوں کو ایک امام کے پیچھے منظم کرنے اور امت مسلمہ کے لئے تاقیامت دورۂ قرآن کی ایک مضبوط بنیاد فراہم کرنے کا اعزاز آپ کے سر ہے۔ یہی نہیں بلکہ پوری مملکت اسلامیہ میں اللہ کے گھروں (مساجد) کے چراغ و فانوس سے مزین و منور کرنے کا بھی اہتمام آپ ہی نے فرمایا جس کو دیکھ کر خوشی و مسرت سے حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بے ساختہ یہ دعائیہ جملے ارشاد فرمائے کہ''یا اللہ تعالیٰ ہمارے عمر کی قبر کو بھی تو پرنور و منور فرمادے''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن کی تعلیم و ترویج کا بلاد اسلامیہ کے دور دراز مقامات تک بطور خاص انتظام کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا کو پہلی بار ایسی فلاحی مملکت کے تصور سے آشنا کیا۔ مملکت کے دور دراز جغرافیا کی حدود میں مسلمان تو مسلمان، ہر انسان بلکہ جانور کو وسائل رزق کا مہیا کرنا خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے، فلاحی مملکت کے نظریہ کے فروغ کے سلسلہ میں ان کا یہ جملہ کلیدی حیثیت رکھتا ہے''انسان تو انسان اگر میری مملکت میں دریائے فرات جسے مدینہ شریف (دار الخلافۃ) سے دور دراز علاقے کے کنارے اگر کوئی کتا بھی مرجائے گا تو عمر اس کا ذمہ دار ہوگا''

غرض کہ عہد فاروقی میں اسلامی فلاحی حکومت کا آفتاب نصف النہار تک پہنچا۔ آپ نے عوام کی خدمت کو حکومت کے اولین فرائض میں سے ایک اہم فرض قرار دیا۔ معاشی، سماجی صنعتی، تجارتی اور زرعی ترقی کا ایک ایسا جامعہ نظام آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا کہ جو جدید دور کی ترقی یافتہ اقوام کے لئے آج بھی بنیادی ڈھانچہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

محرم الحرام کی دس تاریخ جسے عاشورۂ محرم کہا جاتا ہے۔ امت مسلمہ کے لئے اس لئے بہت اہم ہے کہ اسی دن باغ رسالت کے پھول اور جگر گوشہ بتول سیدنا امام حسین عالی مقام ابن مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے میدان کرب وبلا میں حق و صداقت کی علمبرداری اور اسلام کی سربلندی کی خاطر یزید کی طاغوتی قوت سے ٹکر لیکر تین دن بھوکے پیاسے رہ کر اپنے مٹھی بھر اہل خانہ، جوان و شیر خوار بچوں اور ساتھیوں کے ساتھ

جام شہادت نوش کیا۔ سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومحامد تو قرآن وحدیث سے ثابت شدہ اور کثیر ہیں۔

حسین ابن علی کی اوج و رفعت کوئی کیا جانے حسن جانے، علی جانے، نبی جانے، خدا جانے

اخلاق حسنہ میں آپ سرکار ابد قرار صاحب خلق عظیم ﷺ کے صفات وکمالات کے مظہر اتم تھے۔ شجاعت و بہادری، علم وحلم اور جذبۂ جہاد شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ورثہ میں ملے تھے۔ سبط پیمبر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرب وبلا کے ریگزار میں انتہائی نامساعد حالت اور جسمانی اور روحانی اذیت کے ماحول میں دین اسلام کی سربلندی، اور اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر جس عظیم الشان قربانی، جوانمردی، جرأت وہمت اور عزیمت کا مظاہرہ کیا ہے تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کی ساری جد جہد اصولی تھی۔ آپ نے عزم واستقلال سے یہ ثابت کیا کہ مسلمان اور خصوصاً ان میں وہ جو حق وصداقت کے امین علوم نبوت کے وارث ہیں کبھی باطل کی قوتوں کے آگے سرتسلیم خم نہیں کر سکتے۔ اللہ اور صرف اللہ کی حاکمیت اور عظمت فرمان رسالت کی خاطر بڑی سے بڑی طاقت سے اپنی ظاہری بے سروسامانی کے باوجود اس یقین کے ساتھ نبرد آزما ہوتے ہیں کہ فتح بہر حال حق کی ہی ہوگی۔ آپ نے شہادت سے پہلے ۱۰ محرم الحرام کو میدان کربلا میں یزیدی فوج کے سامنے جو بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا وہ آپ کے اس یقین عزم واستقلال، جرأت بہادری اور غیرت ایمان کی روشن ترین مثال ہے۔ اس بلیغ خطبہ کا صرف ایک جملہ ملاحظہ ہو:

> ''افسوس! تم دیکھتے ہو کہ حق پشت پر ڈال دیا گیا ہے۔ باطل پر اعلانیہ عمل کیا جا رہا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑے۔
> وقت آ گیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الٰہی کی خواہش کرے۔ میں شہادت کی موت چاہتا ہوں، ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے''

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت، ان کے اقوال اور سیرت مبارکہ آج بھی ہمیں ایسے معاشرے کے قیام کی دعوت دے رہے ہیں جو ہر طرح کے ظلم واستحصال سے پاک ہو اور جس میں رہنے والے ہر انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ کی رضا کا حصول ہو۔ ارشاد نبوی ہے کہ:

> ''خاندان نبوت حوض کوثر تک قرآن کریم سے جدا نہیں ہوسکتا''

اہل بیت نبوت کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک باقی سب کارناموں کی بنیاد ہے۔ کربلا کے میدان میں آزمائش کی مشکل ترین گھڑیوں میں صبر اور نماز ایک دم کے لئے بھی جدائی قبول نہیں کی اسی کارنامے پر سیدنا امام حسین اور ان کے اہل خاندان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان انعامات خداوندی سے سرفراز ہوئے جن کا ذکر جابجا آیات قرآن میں ہے اور ان کے لئے سب سے بڑا انعام یہ قرار دیا کہ:

> یہ اللہ کی راہ کے شہید ہیں۔ خبردار تم انہیں ہرگز مردہ گمان نہ کرنا، بلکہ یہ زندہ ہیں، یہ حی ابدی ہیں، انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے تمہیں ان کا شعور نہیں ہے (مفہوم)

محرم — عالم اسلام کو سال نو ۱۴۲۲ھ مبارک ہو۔ ادارہ — محرم

ڈاکٹر محمد امجد رضا خاں★

مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ (۱۸۵۶ء/۱۹۲۱ء) ایک جید عالم، متبحر فقیہہ اور قادرالکلام شاعر تھے۔ ان کی شاعری کا محور عشق رسول تھا۔ جس کے صد رنگ جلوے ہمیں ان کے خیالات کے گوشے میں نظر آتے ہیں---- کہتے ہیں کہ ضمیر کی آواز لفظوں کا لبادہ اوڑھ کر جب دردل پر دستک دیتی ہے تو قاری و سامع اپنے اندر وہی کچھ درد، سوز، تڑپ اور اضطراب محسوس کرتا ہے جو شاعر کے دل پر گزر چکی ہوتی ہے ----رضا بریلوی کی غزلیات کو پڑھ کر ان کی اس کیفیت کو پرکھا جاسکتا ہے جس کا ہر شعر قرآنی عشق کی تفسیر، لفظ لفظ حدیث محبت کا سرچشمہ اور حرف حرف واردات والہام کا عکاس ہے---- آپ کی زندگی کا مشن ہی تحریک عشق تھا، اس لئے مادیت سے روحانیت کے تمام امور میں عشق ہی کو آپ نے اپنا مقتدا بنایا اور اس کی رہبری میں تمام مقدمات فیصل کئے---- آپ کے وجود پر عشق کا غلبہ تھا۔ اس کے لئے آپ کے ہر عمل سے عشق کی تابناکی ہویدا تھی۔

"ان کی نگاہ اٹھتی تھی تو اس میں جلوہ حضور کی زیبائی نظر آتی اور جب جھکتی تو ان کے ہی عشق سے سرشار رہتی وہ چلتے تو عشق رسول ﷺ اور سرور کائنات کا پیکر جمیل دکھائی دیتے اور سوتے تو نام نامی کی لفظی تصویر بن جاتے، ان کا رہوار قلم چلتا تو ناموس رسالت کی پاسداری میں چلتا، ان کے لب ہائے مبارک کھلتے تو زمزمہ نعت الاپتے"(۱)

پروفیسر کرار حسین (سابق وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی) رقم طراز ہیں:

"میں ان کی شخصیت سے اس وجہ سے متاثر ہوں کہ انہوں نے علم و عمل میں عشق رسول کو وہ مرکزی مقام دیا ہے جس کے بغیر تمام دین جسد بے روح کے مانند ہے۔"(۲)

ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی (صدر شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) لکھتے ہیں۔

"آپ کے کلام میں جو والہانہ سرشاری، سپردگی اور سوزوگداز کی جو کیفیت ملتی ہے وہ اردو نعت گو شعراء میں اپنی مثال آپ ہے، آپ کی نظموں اور غزلوں کا ایک ایک حرف عشق رسول میں ڈوبا ہوا ہے"(۳)

آپ کی غزلوں میں علوئے فکر اور ادبی پیرائے کے ساتھ معنویت کی جو پرکاری ہے۔ وہ اسی درد دل اور اضطرابی کیفیت کی ترجمان ہے آپ کچھ کہتے نہیں تھے بلکہ جذبات خود ہی اشعار کے قالب میں ڈھل جاتے تھے۔ اس لئے آپ کی غزلوں میں آمد آمد کی کیفیات ہیں جو ہمیں بھی تڑپنے، سلگنے، جلنے اور مچلنے پر انگیز کرتی ہیں۔

آپ کی غزلیں ادب کے لئے گرانمایہ ہیں۔ خصوصاً

★(ریسرچ اسکالر، ویر کنور سنگھ یونیورسٹی، آرہ بہار انڈیا)

اس تناظر میں کہ یہ اس وقت کی شاہکار ہیں جب اردو زبان تجرباتی حدوں سے گزر رہی تھی۔ ان کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے ----رضا بریلوی کی شاعری زبان کی شگفتگی اور بیان کی دل نشینی کے لحاظ سے اردو شعراء کی تثلیث سے کسی طرح کم نہیں۔ انہیں زبان پر قدرت حاصل ہے۔ الفاظ کا لامحدود خزانہ ان کے پاس موجود ہے۔ اور پختہ کاری و پرکاری کے ساتھ "از دل خیزد بر دل ریزد" کے تمام تر جلوے یہاں سمٹے ہوئے ہیں۔ آپ کی غزلیں مجتہدانہ حیثیت رکھتی ہیں جس میں فن کا عرق نچوڑ دیا گیا ہے کالی داس گپتا رضا نے حضرت رضا بریلوی کے شاعرانہ کمالات پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اسلامی دنیا میں ان کے مقام بلند سے قطع نظر ان کی شاعری بھی اس درجہ کی ہے کہ انیسویں صدی کے اساتذہ میں برابر کا مقام دیا جائے۔ ذرا غور و فکر کے بعد ان کے اشعار ایک ایسے شاعر کا پیکر، دل و دماغ پر مسلط کر دیتے ہیں جو محض ایک سخنور کی حیثیت سے بھی اگر میدان میں اترتا تو کسی استاد وقت سے پیچھے نہ رہتا۔ ان کے کلام سے ان کے کامل صاحب فن اور مسلم الثبوت شاعر ہونے میں شبہ نہیں" (۴)

آپ کی شاعری میں اردو کلاسیک کے وہ سارے اوصاف مجتمع ہیں جن پر اہل زبان کو ناز ہے۔ آپ کے دیوان "حدائق بخشش" کو جو ہومر اور درجل کی منظومات، فردوسی کا شاہنامہ، رومی کی مثنوی، ڈانٹے کی نظم، حافظ کی غزل، ولی کی غزل، اور غالب کی غزل کی فہرست میں شامل ہونا چاہیے جنہیں متفقہ طور پر کلاسیکی کہا جاتا ہے کہ کلاسیک کی ساری خصوصیات اس دیوان پر منطبق ہیں۔

"افکار میں معنوی بلندی، مضامین میں تنوع، فن پر مکمل گرفت اور لہجہ میں تمکنت ساری چیزیں موجود ہیں پھر بھلا یہ عظیم کلاسیک کیوں نہ ہو۔ پروفیسر منیر الحق کعبی نے "حدائق بخشش" کو کلاسک کا درجہ دے کر ادبی دیانت داری کا ثبوت دیا ہے۔ (۵) اے کاش دانشوران فن سنجیدہ ذہنی سے اس طرف متوجہ ہوں۔

رضا بریلوی کی زبان خالص ٹکسالی ہے مگر یہ کس دبستان سے متعلق ہے اس معاملہ میں لوگوں کا رجحان مختلف ہے۔ پروفیسر منیر الحق کعبی کا نظریہ ہے:

"ان کی شاعری میں صنعت گری، رعایت لفظی، نشاطیہ رجحان اور علمی وقار پایا جاتا ہے لیکن انہوں نے لکھنویت کی ایسی خصوصیات، معاملہ بندی، جس میں رکاکت و ابتذال ہو۔ اور نسائیت جس کا ایک مظہر ریختی ہے، سے دامن بچائے رکھا اور اس کے بجائے دہلویت کے عناصر سوز و گداز، فصاحت و بلاغت، سلاست الفاظ، داخلی واردات کی عکاسی کو منتخب کر کے اس میں شامل کیا۔" (۶)

بعض حضرات نے دبستان لکھنؤ سے اس کا تعلق جوڑا ہے دلیل یہ ہے کہ رضا بریلوی کی شاعری میں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو لکھنؤ کی خالص بیگماتی اردو کا جز ہیں مثلاً منگنا، گمنا، بھرن، خدائی خوار، ہوا بتانا وغیرہ (۷) اشعار ذیل میں ان الفاظ کا استعمال دیکھیے۔

ہے کون کہ گریہ کرے یا فاتحہ کو آئے
بیکس کو اٹھائے تری رحمت کے بھرن پھول

اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم (۸)

مگر حدائق بخشش کے فنی اقدار کے جائزے سے اس کی زبان دبستان دلی اور دبستان لکھنؤ کا سنگم معلوم ہوتی ہے اس سنگماتی زبان میں سرور فہمی اور نفوذ و اثر انگیزی کے ساتھ خارجی ہیئت کا جو اعجازی وصف ہے وہ ایک تیسرے دبستان "دبستان

بریلی" کی نشاندہی کر رہا ہے۔ یوں بھی شہر بریلی دہلی اور لکھنؤ کے وسط میں واقع ہے اس لئے آپ کی شاعری میں دونوں دبستان کا رنگ نمایاں ہونا بعید از قیاس نہیں۔

اس کے باوجود حضرت رضا بریلوی کو وہ ادبی مقام نہیں دیا جا سکا جس کے وہ مستحق ہیں۔ اس سکوت مسلسل میں کونسی تخریب کار فرما ہے، نہیں معلوم ---- ویسے ہمارے ادبی معاشرے میں مولانا علامہ اور باریش ہونا شاید جرم ہے اور اتنا بڑا جرم ہے کہ سارے محاسن خواہ نثری ہوں یا شعری اس میں دب کر رہ جاتے ہیں۔ ہمارے محقق و ناقدین ان کی کتابیں پڑھنا گناہ سمجھتے ہیں اور اگر یہ گناہ سرزد ہو بھی جائے تو مطالعاتی رد عمل کے اظہار میں کچھ مخصوص ذہنیت، حائل ہو جاتی ہے اب تک کا مشاہدہ یہی ہے الاماشاء اللہ!

ڈاکٹر عابد رضا بیدار نے غزلیات شبلی میں حرفے چند کے تحت لکھا ہے۔

"ہمارے مکرم اولاد صاحب نے توجہ دلائی کہ اتنا خوبصورت شاعر (شبلی نعمانی) مدت سے چھپا پڑا ہے بس اس پاداش میں کہ وہ الفاروق اور سیرۃ النبی کا بھی مصنف ہے اور صرف اس جرم میں کہ باریش تھا۔ اور مولانا / علامہ کا ایک الگ امیج بنا چکا تھا۔ حالانکہ اس کے تخلیقی ذہن کا حسین ترین حصہ فارسی شاعری میں چھپا پڑا ہے۔(۹)

گویا شبلی نعمانی اپنی فارسی غزلیات کے تئیں کچھ دنوں صرف اس لئے اہل علم کی سرد مہری کا شکار ہوئے کہ وہ مولانا / علامہ اور باریش تھے۔

حضرت رضا بریلوی کے تعلق سے بھی یہی منفی ذہنیت کار فرما ہے۔ ورنہ وہ شخصیت جو ممدوح اقبال ہو اور نیاز فتح پوری جن کی عظمت فن کو خراج پیش کریں:

اس میں کوئی شک نہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک سخن کی شاہی حضرت رضا بریلوی ہی کو جچتی اور سجتی ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

بھلا محققین کی بے اعتنائی اور جنبہ داری کا شکار ہو؟ مگر تاریخ کے ساتھ یہ بھیانک مذاق ہو رہا ہے اور نہ جانے کب تک ہوتا رہے گا۔ تحقیق وہ تنقید کا تقاضا ہے کہ تمام قسم کی ذہنیت و عصبیت سے بالاتر ہو کر کسی ادب پارے کا مطالعہ کیا جائے یہی ادب کی بنیادی شرط ہے۔ اور بقول ڈاکٹر وزیر آغا:

"عقیدے کو شخصیت اور ادب کی پرکھ اور تجزیئے کے لئے ایک کسوٹی مقرر کرنا ایک محدود اور تنگ نقطہ نظر کو فروغ دینے کے مترادف ہے(۱۰)

عقیدہ تو انسان کا جز لاینفک ہے انسان اس دائرہ سے باہر نہیں جا سکتا اگر عقل و شعور سلامت ہے تو اعتقادی سمتوں کا تعین بھی لابدی ہے۔ اور جس کا کوئی عقیدہ نہیں بظاہر وہ بھی ایک عقیدہ ہی ہے۔ اس لئے ادب میں عقیدے کا در آنا کوئی جرم نہیں۔ ہاں بقول قاضی عبدالودود:

"ادب کو سیاسی اور معاشی عقائد کی تبلیغ کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے"۔(۱۱)

معروف نقاد کلیم الدین احمد نے لکھا ہے:

"مجھے یاد آتا ہے کہ ظفر حمیدی صاحب نے اپنی غزلوں اور نظموں کے مجموعے پر ایک مقدمہ لکھا تھا اس میں اپنے عقائد کا بے باکی سے بیان کیا تھا تو قاضی صاحب نے مجھ سے کہا تھا کہ ظفر حمیدی نے بڑی جرات سے کام لیا ہے۔(۱۲)

حضرت رضا بریلوی کی غزلیات میں ایسے کسی عقیدے کا اظہار نہیں یہ چند سطور محض اس لئے تحریر میں آگئیں کہ اس شاعر عشق و محبت کے تئیں اہل علم و دانش کا ایک بڑا طبقہ اس منفی فکر اور اعراضی ذہنیت کا شکار ہے جو یقیناً

نقاضائے ادب کے منافی ہے۔

ہم حضرت رضا بریلوی کے کلام کو آیات و حدیث نہیں سمجھتے کہ اس میں سرے سے فنی نقائص اور ادبی جھول کا امکان ہی نہ ہو۔ مگر اس اعتقاد پر ایمان ضرور رکھتے ہیں کہ چونکہ انہوں نے شاعری قرآن سے سیکھی تھی اس لئے قرآن کی معنویت اور اسلوب کا انعکاس ان کی شاعری میں ناگریز تھا---- ان کے کلام میں سلاست، روانی اور لب و لہجہ کی بلند آہنگی کا جو شدید احساس ہو تا ہے وہ در اصل قرآنی اسلوب کا سنہرا عکس ہے۔

ناقدان فن کو اس طرف ملتفت ہو نا چاہیے اور فنی تقاضے کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے ادب پارہ پر بے لاگ تبصرہ کرنا چاہیے کہ ادب میں تنقید، تخلیق پر ہوتی ہے شخصیت پر نہیں۔

یہ خالص ٹکسالی زبان اور محاورات سے مملو کلاسیکی غزلیں اس لائق ہیں کہ انہیں شامل نصاب کیا جائے اور شاعر کو اس کا اصل مقام دیا جائے یہ ان کا جائز حق ہے۔

زبان و بیان اور روز مرہ محاورات کے استعمال پر حضرت رضا بریلوی کو جو کامل دسترس حاصل ہے اس کا اندازہ اردو شعر و ادب اور اس کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو درج ذیل اشعار سے ہو سکتا ہے، اشعار میں محاورات کے استعمال کو دیکھیں اور زبان و بیان کا لطف حاصل کریں۔

۱-گریباں چاک کرنا۔

گلے سے باہر آسکتا نہیں شور فغاں دل کا
الٰہی چاک ہو جائے گریباں ان کے بسمل کا

۲-نمک چھڑکنا۔

یہاں چھڑکا نمک وہاں مرہم کافور ہاتھ آیا
دل زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

۳-آنکھوں کا فرش بچھانا۔

الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا

۴-دام نقد ہونا۔

جان دیدو وعدہ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

۵-نام ہو جانا۔

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

۶-الٹی چھری سے حلال کرنا۔

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستم گر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

۷-وبال سر کرنا

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
چھڑا کے سنگ در پاک سر وبال کیا

حوالاجات

(۱) مکتوبات امام احمد رضا، پیرزادہ محمود احمد قادری
(۲) امام احمد رضا اور عالمی جامعات، پروفیسر مسعود احمد مظہری۔
(۳) امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مولانا یٰسین اختر مصباحی
(۴) المیزان کا امام احمد رضا نمبر (قاری ایڈیشن)
(۵) سلام رضا تضمین و تفہیم اور تجزیہ، پروفیسر منیر الحق کعبی پاکستان
(۶) ایضاً
(۷) غور و فکر، ص ۸۱۷، پروفیسر طلحہ رضوی برق
(۸) حدائق بخشش، مولانا احمد رضا خاں، رضا بریلوی۔
(۹) غزلیات شبلی، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ
(۱۰) تنقید و احتساب، ڈاکٹر وزیر آغا
(۱۱) جہان رضا، لاہور
(۱۲) مقالات قاضی عبدالودود، ص ۴۲
(۱۳) ایضاً

ƏƏƏ

فاضل بریلوی کے تعلیمی نظریات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ★

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ماہر تعلیم بھی تھے اس لئے ندوۃ العلماء کی نصاب کمیٹی کے وہ ایک اہم رکن تھے، بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر علیحدہ ہوگئے وہ خود دار العلوم منظر اسلام کے بانی بھی تھی اور بکثرت طلبہ کو انہوں نے پڑھایا تھا، تعلیم و تعلم کے نشیب و فراز سے اچھی طرح باخبر تھے۔ انہوں نے تعلیم و تدریس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے اپنے نظریات کا اظہار کیا ہے۔ ملت کی ترقی اور نشو و نما کیلئے تعلیم اور نصاب تعلیم کی تشکیل و ترتیب دیتے وقت یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ ترقی اور نشو و نما کی نہج کیا ہونی چاہیے۔ نہج کا تعین قومی مزاج، قومی نظریات اور قومی ضرورت کو سامنے رکھ کر کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں فاضل بریلوی کا موقف درج ذیل ہے۔

اسلامی تصور: اسلام کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے کیوں کہ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے؟

مقصدیت: تعلیم کا بنیادی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہونا چاہیئے تا کہ ایک عالم گیر فکر ابھر کر سامنے آئے۔ سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

اولیت: ابتدائی سطح پر رسول اکرم ﷺ کی محبت و عظمت کا نقش طالب علم کے دل پر بٹھایا جائے کہ اس وقت کا بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ آل و اصحاب اور اولیاء و علماء کی محبت و عظمت دل میں پیدا کی جائے۔

صداقت: جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو۔ جھوٹی باتیں انسان کی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں جس طرح جسم کیلئے صحیح غذا ضروری ہے اسی طرح ذہن اور دماغ کیلئے بھی صحیح غذا ضروری ہے صحتِ فکر اسی سے وابستہ ہے۔

افادیت: صرف انہیں علوم کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا میں کام آئیں۔ غیر ضروری اور غیر مفید علوم وفنون کو نصاب سے خارج کر دیا جائے اس سے افراد کی توانائی، مال اور عمر تینوں ضائع ہوتے ہیں جو ایک بڑا قومی نقصان ہے۔

للٰھیت: اساتذہ کے لئے لازم ہے کہ ان کے دل میں اخلاص و محبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔ وہ علم کو کھانے کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ طلبہ کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہوں۔

حمیت و غیرت: طلبہ میں خودداری اور خود شناسی کا جوہر پیدا کریں تا کہ وہ دست سوال دراز کرنے کے عادی نہ ہو جائیں اور اپنا یہ جوہر کھو کر معاشرے کے لئے ایک بوجھ اور اسلام کے لئے ایک داغ نہ بن جائیں۔

حرمت: طالب علم کے دل میں اور تعلیم متعلقات تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

صحبت: طالب علم کو بری صحبت سے بچایا جائے کہ یہی عمر بننے اور بگڑنے کی ہوتی ہے۔ فاضل بریلوی مفید کھیل اور سیر و تفریح کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں تا کہ طالب علم کی طبیعت میں نشاط و انبساط باقی رہے اور وہ مسلسل تحصیل تعلیم سے اکتا نہ ہو جائے۔

سکنیّت: آخر میں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سکینت پر زور دیتے ہیں یعنی تعلیمی ادارے کا ماحول پر سکون اور باوقار ہونا چاہیے۔ تا کہ طالب علم کے دل میں وحشت اور انتشار فکر پیدا نہ ہو۔

★ (سرپرست اعلیٰ: ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی)

ختم نبوت بحوالہ فتاوٰی رضویہ

پروفیسر-جی-اے-حق محمد

حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رد قادیانیت میں تین رسالے اور اثبات ختم نبوت کیلئے ایک رسالہ قلم بند فرمایا جو فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد نمبر ۱۵ میں شامل ہیں۔

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ میں امرتسر سے مولانا محمد عبدالغنی صاحب نے آپ کو خط لکھا کہ ایک شخص مرزا قادیانی کے مریدوں میں منسلک ہو گیا آیا وہ شخص مرتد ہو چکا ہے اور اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے علیحدہ ہو چکی یا نہ؟

اس کے جواب میں حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ مرزا قادیانی کی کتابوں میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور بہ وجوہ کثیرہ کفر وارتداد مبین ہے پھر آپ نے اس رسالے میں جس کا نام ہے "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" (جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب) مرزا قادیانی کی کتابوں سے دس کفریہ عبارات نقل کر کے مرزا کا مرتد کافر ہونا ثابت کیا۔ ایک یہ کہ مرزا نے اپنی کتاب ایک غلطی کا ازالہ میں خود کو احمد قرار دیا پھر اس نے واضح طور پر خود کو نبی کہا۔ دافع البلا نامی کتاب میں اپنے آپ کو خدا کا رسول کہا۔ براھین احمدیہ میں خود کو نبی کہا، پھر کتاب دافع البلاء میں خود حضرت مسیح علیہ السلام سے برتر بتلایا، اشتھار معیار الاخبار میں خود کو بعض نبیوں سے افضل کہا۔ کتاب ازالۂ اوہام میں انبیاء کرام کے معجزات کو مسمریزم لکھا اور ان کو مکروہ قرار دیا۔ ازالۂ اوہام میں انبیاء کرام کو جھوٹ اور ان کی پیش گوئیوں کو غلط بتلایا۔

ان سب کفریات پر بات کرتے ہوئے حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا قرآن کی نص قطعی سے ثابت ہے اس کا منکر، شک کرنے والا بلکہ محض خفیف سا احتمال اور وہم کرنے والا بھی اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النار ہے اور جو کوئی ایسے شخص کے عقیدۂ ملعونہ سے باخبر ہو کر اس شخص کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔

اگر مرزائی لوگ لفظ نبی اور رسول کی تاویل کریں تو ان کی تاویل مردود ہے کیونکہ لفظ صریح میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ اگر کوئی شخص فارسی میں بھی کہے "من پیغمبرم" اور اس سے عام پیغام لے جانے والا مراد لینا چاہے تو بھی وہ کافر ہے۔ یہاں امام سرقاضی عیاض، ملا علی قاری، علامہ شہاب خفاجی وغیرہ ھم کے حوالے دے کر ثابت فرمایا ہے کہ نبی اور رسول کا لفظ صریح بول کر تاویل کرنے والا کافر ہے اس کی تاویل قبول نہیں ہے۔

(قھر الدیان علی مرتد بقادیان)

"قادیانی مرتد پر قھر خداوندی" کے نام سے دوسرا رسالہ ہے اس میں لکھا کہ قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ جل شانہٗ واسکے رسول ﷺ اور انبیاء سابقین وائمہ دین کو گالیاں سناتا رہا ہے۔ روہیلکھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۱۸۵۵ء میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے ایک مضمون بہ عنوان اطلاع ضروری شائع ہوا جس میں علماء اسلام کی سخت توھین کی گئی اور مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے میں قادیانی کی کتب کے حوالوں سے اس کی کفریات بیان کی ہیں اور بطور فیصلہ لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہ السلام کو ایسی گالیاں دینے والا اور معجزات کا انکار کرنے والا نبی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ وہ تو مسلمان

بھی نہیں ہوسکتا اس نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں لکھ دیا کہ قرآن مجید بائیبل کی طرف رجوع کرنے اوراس سے علم سیکھنے کا حکم دیتا ہے اس لئے مرزانے بائیبل کی طرف رجوع کیا اس طرح اس نے خود ہی اپنی بات کھول دی بظاہر اس کا دعویٰ تھا کہ وہ عیسائیوں کے خلاف اسلام کی تبلیغ کررہا ہے مگر حقیقت میں وہ عیسائیوں کا ایجنٹ تھا اور یہ بات اس نے خود ظاہر کردی اور اللہ تعالیٰ دجالوں کا پردہ یوں ہی کھولتا ہے۔

آپ نے تیسرا رسالہ شاہ میر خاں قادری از پیلی بھیت کے مکتوب مورخہ ۳ رمحرم ۱۳۴۰ھ کے جواب میں لکھا جس کا عنوان مندرجہ ذیل تھا۔

الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (قادیانی مرتد پر خدائی خنجر)

اس رسالے میں فرمایا کہ در اصل مرزا قادریانی ضروریاتِ دین کا منکر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کی بحث خواہ مخواہ چھیڑتا ہے اصل میں نزول عیسیٰ علیہ السلام ایک اجماعی عقیدہ ہے۔قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی افراد کو ان کی موت کے بعد زندہ فرمادیا مثلاً حضرت عزیر علیہ السلام پھر حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ذریعے چار پرندوں کو دوبارہ زندہ فرمایا۔قرآن مجید نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہزاروں یہودیوں کو مدت دی پھر انہیں زندہ کردیا جو بوجہ وباموت کے ڈر سے گھروں سے بھاگ نکلے تھے۔

اب وفات عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ چھیڑنا مفید نہیں بفرض محال مان لیں کے حضرت عیسیٰ کی وفات ہوگئی ہے تو بھی ان کا دوبارہ زمین پر تشریف لانا اور دجّال العین کو قتل فرمانا ہر طرح سے ثابت ہے مرزا اس سے منکر ہوکر مرتد و کافر ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ اصل عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے بلکہ ان کا مثیل آئے گا اور خود مثیل مسیح ہونے کا داعی ہے۔یہ بات کلیۃً دلائل شرعیہ کے خلاف ہے اور جو مسلمانوں کی اجماعی راہ چھوڑ دے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ قاعدہ قرآن مجید نے بتلایا ہے ملاحظہ کریں سورۃ النسا:۱۱۵۔

حضرت مسیح سے مثیل مسیح مراد لینا تحریف نصوص ہے جو یہودو کی عادت ہے بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنیٰ بدل دیں۔جب کہا گیا کہ حضرت مسیح کی نشانیاں تو قرآن نے بتلادیں ان کے معجزات بھی بتلادیئے مگر مرزا میں تو ان میں سے کچھ بھی نہیں تو فوراً مرزا قادیانی معجزات کا منکر ہوگیا اور کہدیا کہ مسیح علیہ السلام چونکہ نجار (بڑھئی) کا بیٹا تھا اس لئے اس نے اپنے باپ سے کرتب اور ہنر سیکھ لیا تھا وہ کرکے دکھلاتا تھا۔اس طرح مرزا نے اپنا کفر خود ظاہر کردیا۔یہ کہنا کہ یہود و نصاری انبیاء کرام کی قبروں کو پوجتے ہیں لہذا ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں اور ان کی قبر بھی ہے بالکل غلط ہے اس لئے کہ کوئی بھی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر نہیں مانتا جب قبر ہی نہیں مانتا تو اس کی پوجا کیسے کرتا ہوگا۔یہ دیگر انبیاء کرام کی قبروں کی بات کی گئی ہے کہ یہود و نصارہ نے ان کی قبروں کو مساجد بنالیا ہے ان انبیاء میں حضرت عیسیٰ شامل نہیں کیونکہ دنیا میں تا حال ان کی قبر نہیں ہے نہ ہی عیسائی ان کی کوئی قبر مانتے ہیں۔

حضرت والا نے چوتھا رسالہ ختم نبوت کے اثبات پر رقم فرمایا جس کا نام ''جزاء اللہ عدوہ بابائہٖ ختم النبوۃ'' یعنی (دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزا)

آپ نے فرمایا کہ بحوالہ طبرانی، حاکم اور بیہقی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں حضرت سیدنا محمد ﷺ کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا اور وہ تیری اولاد میں سے سب سے آخری نبی ہیں۔اس طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کو بتلایا گیا کہ ان کی اولاد خوب پھیلے گی پھر نبی امی ﷺ تشریف لائیں گے جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت اشعیاد

علیہا السلام کو بھی حضور ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا بتلایا گیا۔

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سابقہ کتب سماوی میں لکھا گیا تھا کہ آپ ﷺ سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے ہیں۔ شروع ہی سے انبیاء و صلحا یہی سنتے اور کہتے چلے آئے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہوں گے اور آپ کی امت آخری امت ہوگی"

بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور خرائطی وغیرہ علماء محققین لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت شریفہ سے قبل بھی عیسائی راہب لوگوں کو بتلاتے تھے کہ اہل عرب میں ایک نبی پیدا ہوں گے جن کا اسم گرامی محمد ﷺ ہوگا اور وہ خاتم النبیین ہوں گے۔ تقریباً تمام ائمہ حدیث نے آنحضرت ﷺ کے اسماء گرامی میں "العاقب" بھی لکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی

(میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں)

اسی طرح احادیث میں آپ کا اسم گرامی "الخاتم" بھی بیان کیا گیا ہے یعنی آپ پر نبوت ختم ہوگئی۔ آپ کا اسم گرامی "المقفی" بھی ہے جس کا معنی ہے سارے نبیوں کے پیچھے آنے والا۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

"کنت اول النبیین فی الخلق و آخر ھم فی البعث"

یعنی میں پیدائش میں سب نبیوں میں پہلا ہوں اور دنیا میں تشریف لانے کے معاملے میں ان سب کا آخری ہوں۔

حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ اپنے آپ کو "خاتم النبیین" فرمایا اور فرمایا میں تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا گیا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک اپنی مٹی میں تھے۔ محدثین کرام نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ مجمع صحابہ میں رونق افروز تھے ایک بادیہ نشین سوسمار (گوہ) لیکر آیا اور کہا کہ اگر یہ گوہ آپ پر ایمان لائے تو میں بھی ایمان لے آؤں گا حضور مکرم ﷺ اس گوہ کو حکم فرمایا بتلا میں کون ہوں اس نے فصیح عربی میں جواب دیا

انت رسول رب العالمین و خاتم النبیین

(آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں)

یعنی آپ ﷺ کو ہر مخلوق نے خاتم النبیین مانا۔

جھوٹے مدعیان نبوت کا آنا بھی زیادہ تعجب خیز نہیں ہے اس لئے کہ یہ دنیا امتحان کیلئے بنائی گئی ہے یہاں سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی ہے۔ سچوں کا ساتھ دینے والے یہ" فرمان کو نوکونوا مع الصادقین" کامیاب قرار پائیں گے اور جھوٹوں کو ماننے والے دہائے جہنم رسید کئے جائیں گے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعیان نبوت نکلیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ انتہائی قرب کا شرف حاصل ہے فرمایا گیا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کو قرب حاصل تھا اس طرح پیارے نبی ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ علیہ کو قرب حاصل ہے مگر بار بار واضح کردیا گیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام تو نبی تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی نہیں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بھی ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔

الشاہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ نے سو سے زائد احادیث صحیحہ سے استفادہ کرتے ہوئے ختم نبوت نوشا کو ثابت کیا ہے پھر ذریب بن برتملا کی شہادت پیش کی ہے، اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق پہاڑ میں سکونت کر رکھی ہے اسلامی لشکر کے کمانڈر حضرت فضلہ رضی اللہ علیہ کی آواز سن کر اس نے شہادت دی کہ حضرت محمد ﷺ آخر نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ محدثین اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت سے قبل عیسائی راہبوں نے شہادت دی کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہوں گے۔ ☆

تعزیہ بنانا کیسا......!

سوال---تعزیہ بنانا سنت ہے جس کا یہ عقیدہ ہو یا قرآن شریف کی کسی آیت یا حدیث سے سند پکڑے ایسا شخص علماء اہل سنت و الجماعت کے نزدیک خارج از اسلام تو نہ سمجھا جائے گا۔اس پر کفر کا اطلاق جائز ہے یا نہیں اور یہ کیسے شروع ہوا ہے، اگر سامنے آجائے تو بہ نظر تحقیر یا تعظیم سے دیکھنا چاہیے یا نہیں---؟

جواب----وہ جاہل خطاوار مجرم ہے مگر کافر نہ کہیں گے۔تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض وگردانی کریں اس کی جانب دیکھنا ہی نہ چاہیے، اس کی ابتداء سنا جاتا ہے کہ امیر تیمور بادشاہ دہلی کے وقت سے ہوئی۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(۱)

"محرم کی مرثیہ خوانی......!

سوال---محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

جواب---- ناجائز ہے کہ وہ مناہی و منکرات سے مملو ہوتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(۲)

"یزید فاسق تھا"......!

سوال---ایک صاحب کا بیان ہے کہ یزید فاسق فاجر نہ تھا اس کو برا نہ کہا جائے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس کے وہاں نہ جانا چاہیئے تھا۔کیوں گئے اور یہ ملکی جنگ تھی۔

جواب----یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہل سنت فاسق فاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا، امام بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس آیۂ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں: **فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسد وا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک لعنھم اللّٰہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم۔**

کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نصیبی رشتہ کاٹ دو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں، شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا یا حرمین طیبین وخود کعبہ معظّمہ وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے تین دن مسجد نبوی ﷺ بے آذان ونماز رہی مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کئے کعبہ معظّمہ پر پتھر پھینکے۔غلاف شریف پھاڑا اور جلایا، مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ ﷺ کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانا رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا مصطفٰے ﷺ کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہوگئے سر انور کہ محمد ﷺ کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر تیر پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بےحرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا۔ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے قرآن عظیم میں صراحۃً اس پر لعنھم اللہ فرمایا لہذا امام احمد اور ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن وتکفیر سے احتیاط سکوت کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ

بقولہ تعالیٰ فسوف یلقون غیا الامن تاب اور توبہ تو دم غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط واسلم ہے مگر اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت و بد دینی صاف ہے بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور ہیں جس میں محبت سید عالم ﷺ کا شمہ ہوا و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی مردود اور اہلسنت کا عدو و عنود ہے ایسے گمراہ بد دین سے مسئلہ مصافحہ کی شکایت بے سود ہے اس کی غایت اس قدر تو کہ اس نے قول صحیح کا خلاف کیا اور بلا وجہ شرعی دست کشی کر کے ایک مسلمان کا دل دکھایا مگر وہ تو ان کلمات ملعونہ سے حضرت بتول زہرا و علی مرتضےٰ اور خود سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل والصلاۃ والثناء کا دل دکھا چکا ہے۔ اللہ واحد و قہار کو ایذا دے چکا ہے۔ والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم ط ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ودعولھم عذاب مھینا ط واللہ تعالیٰ اعلم (۳)

"خیرات کی چیزیں اوپر سے پھینکنا اور لوگوں کا ان کو لوٹنا"......!

سوال---- آج کل لوگ خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور گاڑیوں پر سے روٹیاں اور روٹیوں کے ٹکڑے اور بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں، ایک کے اوپر ایک گرتا ہے بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں نیچے زمین میں گر کر پاؤں سے روند جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال شربت کا ہے کہ اوپر سے آبخوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آبخورہ بھی شربت کا باقی نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے ایسی خیرات اور لنگر جائز ہے یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے۔

الجواب---- یہ خیرات تو نہیں شرور وسیئات ہے نہ ارادہ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ دکھاوا ہے اور وہ حرام ہے، اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہیں۔ (۴)

"محرم میں مرثیے سننا، سیاہ کپڑے پھننا"......!

سوال---- رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا ان کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ ان یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب---- جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے، ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے ان کی نیاز، نیاز نہیں، اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت، محرم میں سیاح اور سبز کپڑے پہننا سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ، کہ شعار رافضیان عام ہے۔ (۵)

"عشرہ محرم میں دن کو روٹی نہ پکانا جھاڑو نہ دینا، شادی بیاہ نہ کرنا"......!

سوال---- (۱) بعض اہل سنت و جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں، کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔ (۳) ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔ (۴) ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں، یہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب---- پہلی تین باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے، ہر مہینے میں ہر تاریخ ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے (۶)

حوالا جات

(۱) عرفان شریعت، صفحہ ۱۸-۱۹۔ (۲) ایضاً صفحہ ۱۹ (۳) ایضاً صفحہ ۵۱-۵۸
(۴) احکام شریعت، صفحہ ۶۲ (۵) ایضاً صفحہ ۱۷ (۶) ایضاً صفحہ ۱۷

امام احمد رضا خاں اور جامعہ کراچی

(امام احمد رضا کی تصانیف کی شعبہ قرآن سنۃ میں شمولیت)

حال ہی میں جامعہ کراچی کی فیکلٹی اسلامک اسٹڈیز میں نئے شعبوں کا اضافہ ہوا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شعبہ قرآن وسنۃ (۲) شعبہ اصول الدین

دونوں شعبہ جات میں ایم-اے کی سند دی جائے گی ان دونوں شعبوں کے نصاب کی تیاری جاری ہے۔ شعبہ قرآن و سنۃ کا نصاب مکمل ہوگیا ہے جبکہ اصول الدین کا نصاب تکمیل کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ سب سے خوش آئند بات یہ ہے کہ جامعہ کراچی کی اکیڈمک کونسل نے ان نئے شعبوں کے نصاب کے سلسلے میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹر نیشنل کے جنرل سیکریٹری اور ''معارف رضا'' کے ایڈیٹر ہیں اور جامعہ کراچی میں شعبہ ارضیات میں گریڈ 20 کے پروفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ اسی شعبہ ارضیات کے چیئر مین ہیں اور شعبہ پیٹرولیم ٹکنالوجی کے بھی صدر ہیں، کو ان نئے شعبوں کے نصاب تیار کرنے کے سلسلے میں اپنا خصوصی نمائندہ بنا کر ان دونوں شعبوں کی بورڈ آف اسٹڈیز میں اسپیشل ممبر کی حیثیت سے بھیجا ہے کہ وہ شعبوں کے سینئر اساتذہ کی مدد کریں چنانچہ آپ کو اس کام کے لئے اب تک شعبہ قرآن وسنۃ کے صدر ڈاکٹر فضل احمد صاحب نے آپ سے بھرپور مدد حاصل کرتے ہوئے اس شعبہ کا نصاب تیار کرلیا ہے۔ جناب ڈاکٹر فضل احمد صاحب نے مجید اللہ قادری کو جب اپنے بورڈ آف اسٹڈیز میں مدعو کیا تو ان الفاظ سے یاد کیا۔

''برادر محترم جناب ڈاکٹر مجید اللہ قادری ممبر اکیڈمک کونسل، چیئر مین شعبہ ارضیات جامعہ کراچی

اکیڈمک کونسل کا اجلاس مورخہ ۱۵/نومبر ۲۰۰۰ء کے حوالہ سے جناب شیخ الجامعہ (پروفیسر ڈاکٹر ظفر حسین زیدی مرحوم) کی ہدایت کی روشنی میں واضح ہو کہ شعبہ ''القرآن والسنۃ'' کے مجوزہ نصاب پر نظر ثانی کی جارہی ہے، آپ کے پاس اکیڈمک کونسل میں پیش کردہ مجوزہ نصاب کی کاپی موجود ہے جیسا کہ اکیڈمک کونسل میں آپ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ آپ اس نصاب پر (جو مجوزہ نصاب پیش کیا گیا تھا) تفصیلاً بات کرنا چاہتے ہیں اور جناب شیخ الجامعہ نے آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے آپ سے کہا تھا کہ آپ اپنی تجاویز نصاب پر نظر ثانی کرتے وقت عطا فرمائیں لہذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنی تجاویز تحریری صورت میں یا میرے پاس تشریف لا کر جو بھی آپ کو سہولت ہو مورخہ ۱۱/دسمبر ۲۰۰۰ء تک پیش فرمادیں کیونکہ نصاب پر نظر ثانی کا کام جاری ہے''

(محررہ ۴/دسمبر ۲۰۰۰ء بنام مجید اللہ قادری)

چنانچہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے ۴/دسمبر کے اس اجلاس میں شرکت کی اور جو پیش کردہ نصاب میں آپ نے جو تجاویز پیش کیں آپ نے اس کو بورڈ کے تمام ممبران نے منظور کرلیا۔ اس پیش کردہ قرآن وسنۃ کے شعبہ کے نصاب میں ۲۰/پرچے ہیں اور ان ۲۰/پرچوں میں سے اکثر پرچوں میں امام احمد رضا کی شخصیت، ان کے کارناموں اور ان کی کتب کو شامل کیا گیا ہے اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:

............ایم اے سال اول پرچہ سوم کورس نمبر 531 ''قرآن و سنت اور نظام سیاست''، اس پرچے میں آپ کو مسلم سیاسی مفکر کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

............ایم اے سال اول پرچہ کورس نمبر 551 ''قرآن وسنۃ اور نظام معیشت''، اس پرچے میں آپ کو مسلم معاشی مفکر کی کے حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

............ایم اے سال آخر پرچہ اول کورس نمبر 611 ''قرآن و سنۃ اور علوم جدیدہ''، اس پرچے میں آپ کو نامور مسلم سائنسدان کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے۔

امام احمد رضا کی متعدد کتب نصاب میں شامل کی گئی ہیں جس کی تفصیل آگے پیش کی جارہی ہے۔اس کے علاوہ شعبہ علوم اسلامی میں بھی امام احمد رضا کو بحیثیت ''مسلم مفکر'' شامل کیا گیا ہے اور مندرجہ ذیل کتب نصاب میں شامل کی گئیں ہیں:

(۱) العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ المعروف بہ ''فتاویٰ رضویہ''
جلد اول برائے کورس نمبر ۶۱۲-۶۱۱ قرآن وسنۃ وعلوم جدیدہ
جلد پنجم برائے کورس نمبر ۵۱۲-۵۱۱ تفسیر واصول تفسیر
جلد ہفتم برائے کورس نمبر ۵۵۲-۵۵۱ قرآن وسنۃ اور نظام معیشت
جلد دھم برائے کورس نمبر ۶۳۲-۶۳۱ قرآن وسنۃ اور عمرانی علوم

(۲) المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ برائے کورس نمبر ۵۳۲-۵۳۱ قرآن وسنۃ ونظام سیاست

(۳) الکلمۃ الملھمہ فی الحکمۃ المحکمۃ ۶۱۲-۶۱۱ قرآن وسنۃ (علوم جدیدہ)

(۴) تدبیر فلاح ونجات واصلاح ۵۵۲-۵۵۱ نظام معیشت

(۵) فوز مبین در رد حرکت زمین ۶۱۲-۶۱۱ علوم جدیدہ

(۶) معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین ۶۱۲-۶۱۱ علوم جدیدہ

(۷) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ۵۱۲-۵۱۱ تفسیر اصول تفسیر

(۸) کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم ۵۵۲-۵۵۱ نظام معیشت

(۹) البیان شافیہ لفونوغرافیا ۶۱۲-۶۱۱ علوم جدیدہ

(۱۰) الھادف الکاف فی حکم الضعاف ۵۲۲-۵۲۱ مطالعہ حدیث و اصول حدیث۔

(۱۱) الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی ۵۲۲-۵۲۱ مطالعہ حدیث واصول حدیث

(۱۲) منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین ۵۲۲-۵۲۱ مطالعہ حدیث و اصول حدیث

(۱۳) ختم النبوۃ ۵۱۲-۵۵۱ تفسیر واصول تفسیر

(۱۴) المنی والدرر لمن عمد منی آرڈر ۶۳۲-۶۳۱ عمرانی علوم

(۱۵) دوام العیش فی الائمۃ من القریش ۵۳۲-۵۳۱ نظام سیاست

(۱۶) اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ۵۳۲-۵۳۱ نظام سیاست

اسی جامعہ کراچی میں B.com/B.SC/B.A کے ایک لازمی پرچہ ''مطالعہ پاکستان'' ہے جس کی ٹکسٹ بک میں امام احمد رضا کو تیسرے باب ''بزرگان دین اور ان کے کارنامے'' میں امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے نام سے شامل کیا گیا جبکہ اس نصاب کے پانچویں باب مسلم معاشرہ کی تجوید و اصلاحی تحریکات میں ''مدرسہ منظر اسلام بریلی'' کو شامل کیا گیا ہے۔اسی نصاب میں امام احمد رضا کی شخصیت کے تعارف کے لئے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تصنیف ''حیات مولانا احمد رضا فاضل بریلوی'' کو ٹکسٹ بک کی حیثیت سے شامل رکھا گیا ہے۔

امام احمد رضا اور مرشدان مارہرہ

از علامہ مفتی احمد میاں برکاتی

(تیسری اور آخری قسط)

امام احمد رضا قدس اللہ سرہ، جواب دیتے وقت، سجادگان مارہرہ مطہرہ کے مقامات رفعت کا بہت لحاظ رکھتے ہیں، ایک موقعہ پر وہ کہ جنہیں امام احمد رضا نے "وارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والانفراد" (بڑے بزرگ آقاؤں کے تنہا اور منفرد وارث) قرار دیا (۱۷)، امام احمد رضا کے در نقاہت پر آتے ہیں : یعنی سراج العرفاء، تاج العلماء، سید الشاہ اولاد رسول مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہ العزیز (ولادت ۱۳۰۹ ھج (۱۸) ر وصال ۱۳۷۵ ھج (۱۹)) تو امام جواب سے پہلے، ان کے خاندانی برکات کا ذکر کرتے ہیں -

ایک استفتاء حضرت تاج العلماء نے ۱۳۳۳ ھج، میں ارسال خدمت کیا جس میں سوال تھا کہ بدن یا کپڑے کا کوئی حصہ نجس ہوگیا، تو دھونے کے بعد جو قطرے بچ رہے ہیں، ان کا کیا حکم ہے، حضرت نے سوال کے چار حصے کئے، امام احمد رضا نے تفصیل سے الگ الگ ہر حصہ کا حکم بیان فرمایا (۲۲)

ایک اور سوال تاج العلماء نے، اسی ۱۳۳۳ ھج میں ارسال خدمت کیا۔ سوال و جواب ملاحظہ ہوں :

مسئلہ مرسلہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب، از مارہرہ شریف برزو یکشنبہ ۵ر جمادی الاول ۱۳۳۳ ھج

مولانا المعظم والمکرم دام مجدہم پس از آداب سلام نیاز معروض ایک عورت کے منھ سے یہ کلام نکلا کہ " اللہ میاں کو خبر نہیں فرشتہ آئے روح نکالنے کو" وہ کہتی ہے کہ میں نے اس سے مراد یہ لیا تھا کہ اللہ میاں نے حکم اور کی قبض روح کا دیا تھا یہ اور کی روح قبض کرنے کو غلطی سے آگئے یہ مراد نہیں لیا تھا کہ معاذ اللہ، اللہ میاں جاہل ہیں، اس کی نسبت شرعی حکم کیا ہے آیا یہ کلمہ اس مراد پر کیسا ہے، بہرحال جو حکم ہو اس سے فوراً مطلع فرمایا جائے جلد ضرورت ہے، اس وجہ سے جوابی کارڈ روانہ ہے، والسلام

الجواب حضرت گرامی دامت برکاتھم بعد ادائے تسلیم، معروض یہ لفظ بہرحال کلمہ کفر ہے بلکہ صریح کفر ہے اس کے صاف معنی نفی علم ہیں اور اس کا کفر خالص ہونا ظاہر اور تاویل کہ اس نے بیان کی ان لفظوں سے علاقہ نہیں رکھتی وہ بھی یوہیں بنے گی کہ جس کی روح قبض کرنے آئے اس کا علم تو تھا یہ اپنی غلطی سے دوسرے کے پاس گئے جس کی اسے خبر نہیں تو اب دوہرا کفر ہوگیا، ایک نفی علم مولی عزوجل دوسرا ملائک کی طرف براہ غلط خلاف حکم کرنے کی نسبت اور اگر بفرض باطل اس سے قطع نظر بھی ہو تو اس دوم کا تو وہ خود اپنی تاویل میں اقرار کرتی ہے، یہ کیا کفر نہیں **قال اللہ تعالی ویفعلون مایومرون، و قال تعالی لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون،** اس پر فرض ہے کہ تائب ہوکر اسلام لائے اگر شوہر رکھتی ہے تجدید نکاح کرے، واللہ تعالی اعلم۔ (۲۳)

مصلحت و مفسدت سے پاک، مداح مرحوم مصلحت کا اس میں حصر کرتا ہے، **لحدیث خلقت الخلق لا عرفھم کر امتک ومنزلتک عندی ولو لاک ما خلقت الدنیاء،** رواہ ابن عساکر عن سلمان الفارسی تو عرض کرتا ہے کہ مصلحت یہ تھی کہ اگر غرض و مصلحت دونوں نہ ہوں تو عبث لازم آئے، اور وہ محال ہے، لیکن مولی تعالی غرض سے پاک ہے لاجرم یہی مصلحت تھی، وھو تعالی اعلم۔ (۲۴)

قارئین کرام ! ان مرشدان میں سے، بعض کی آراء، امام احمد رضا کے بارے میں، نظرنواز ہوئی، مؤخر الذکر، حضرت تاج العلماء، سید

★ (شیخ الحدیث دارالعلوم قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد، سندھ)

محمد میاں قادری (مرشدی و مولائی) قدس سرہ العزیز امام احمد رضا کو اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں :

" فقیر کو اگرچہ حضرت امام اہلسنت مولنا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ سے تلمذ رسمی حاصل نہیں۔ مگر فقیر ان کو اپنے اکثر اساتذہ سے بہتر و برتر اپنا استاد جانتا ہے۔ ان کی تقریرات و تحریرات سے فقیر کو بہت کثیر فوائد دینی و علمی حاصل ہوئے اور چونکہ تقریر و تحریر میں ان کا طریقہ بے لوث او ر مواخذات صوری و معنوی شرعی و عرفی سے منزہ و مبرا ثابت و محقق ہوا لہٰذا فقیر بھی تابہ وسعت ان کے طریقہ کا اتباع کرنا پسند کرتا ہے۔ **اللہم وفقنا لما تحب و ترضی آمین یا رب العالمین**"۔ (۲۵)

یعنی شاگرد نہ ہونے کے باوجود' اپنے بہت سے اساتذہ سے بہتر و برتر جانا' یہ سجادگان مارہرہ مطہرہ' کی وسعتوں کے مظاہر ہیں۔۔۔۔۔ اور امام احمد رضا' جب' ان حضرت کا مقام بیان فرماتے ہیں تو یوں گویا ہوتے ہیں :

تازہ ُبتو اے جانِ تنِ مارہرہ

خاندانِ برکات و چمنِ مارہرہ

(اے مارہرہ کے جسم و جان' آپ سے ہی خاندان برکات و چمن مارہرہ میں تازگی ہے)۔ (۲۶)

سید حسین حیدر میاں

یہ وہ چند مرشدان مارہرہ ہوئے' جو گلستان برکاتیت کی بہار ہیں' مگر امام احمد رضا کی ذات' شہزادگان مارہرہ اور متعلقین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ کیلئے بھی مرجع ہے' چنانچہ حضور احسن العلماء مفتی سید حسن میاں شاہ صاحب برکاتی سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ کے دادا (تاج العلماء کے بہنوئی' سید آل عبا کے والد) **علیھم الرحمۃ** (۲۷) سید حسین حیدر میاں بھی مسئلہ کے حل کیلئے امام کی بارگاہ فقاہت سے رجوع کرتے ہیں :

یہ ۱۳ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۰۷ ھج کی بات ہے' سوال کرتے ہیں' "سادات محتاجین کو زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں ؟ بہت سادات محتاج ایسے ہیں کہ خود مانگتے ہیں ؟ اور سنا ہے کہ علمائے رامپور نے جواز کا فتویٰ دیا ہے "

امام احمد رضا' فتاویٰ رضویہ کے چھ صفحات میں' جواب عطا فرماتے ہیں' اور فیصلہ دیتے ہیں کہ زکوۃ سادات کرام اور تمام بنی ھاشم پر قطعی حرام ہے' مالداروں کو چاہیے کہ وہ اپنے ذاتی مال سے' ان کی خدمت میں نذر کریں۔

مجدد ملت امام احمد رضا قدس اللہ سرہ نے اس مسئلہ میں پہلے ستائیس (۲۷) احادیث نقل فرمائی ہیں' پھر فقہائے کرام کی باون (۵۲) عبارتوں کی طرف اشارہ فرماکر' بعض کے اسماء بھی ذکر کئے۔ (۲۸)

سید امیر حیدر گورے میاں

مارہرہ مطہرہ کے ہی ایک اور بزرگ حضرت سید امیر حیدر عرف گورے میاں رحمتہ اللہ علیہ (جو سسر ہیں' حضرت شاہ محمد باقر ولد حضرت سید العابدین سید شاہ اولاد رسول ولد سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس اسرارھم' کے (۲۹) اور آپ سے "موافقت زوجین" کیلئے ایک مجرب عمل بھی منقول ہے' جو فقیر راقم الحروف کو اپنے والد گرامی خلیل ملت کی وساطت سے ملا ہے (۳۰)) نے ۲۲ ر ذی قعدہ ۱۳۰۹ ھج کو امام احمد رضا سے حرمت مصاہرت کے ایک مسئلہ پر " تنہا ایک عورت کی گواہی " پر فتویٰ چاہا' امام احمد رضا نے جواب ارشاد فرمایا کہ تنہا ایک عورت کا بیان اصلاً قابل سماعت نہیں اور چار سطری جواب میں آیت قرآنی اور تین کتب فقہیہ کے حوالے ارشاد فرمادئے' (۳۱)

سید ظہور حیدر میاں

ایک اور شہزادے سید ظہور حیدر میاں (بن سید محمد حیدر بن سید دلدار حیدر نواسہ حضرت سید شاہ آل رسول' قدس اللہ سرہ (۳۲)) بھی امام احمد رضا سے رجوع فرماتے ہیں' سوال حرمت مصاہرت کے بارے میں ہیں جو داماد اور خوشدامن سے متعلق ہے : امام احمد رضا قدس سرہ العزیز' مسئلہ کو تمام تر جزئیات کے ساتھ واضح فرماتے ہیں (۳۳)

سید حامد حسن

مارہرہ مطہرہ کے ایک اور شہزادے سید شاہ حامد حسن بن سید شاہ محمد باقر (جن کا ذکر اوپر گزرا) جو سید شاہ آل رسول قدس سرہ سے بیعت ہیں' ان کی ولادت ۱۴ر شوال ۱۲۸۴ ھج کی ہے (۳۴) امام احمد رضا قدس سرہ سے فتوئی منگواتے ہیں' یہ سوال ۱۶ر شوال ۱۳۳۱ ھج کا ہے "کہ اگر کسی بیوہ نے' معذوری کی وجہ سے اپنی طرف سے دو حج بدل کروادئے' اور اب اس نے نکاح کیا' اور خود قادر ہوگئی پھر حج کو نہ گئی تو وہ حج بدل جو پہلے کرائے' باقی رہے یا ساقط ہوگئے" امام احمد رضا نے جواب عطا فرمایا : کہ قادر ہونے کے بعد اگر نہ گئی تو' پہلے کے حج بدل ساقط ہوکر حج نفل رہ گئے' دوبارہ جائے' اور اگر پھر مجبور ہوگئی تو پھر حج بدل کرائے (۳۵)

حافظ امیر اللہ بریلوی

حضرت سید تاج العلماء سید محمد میاں قادری قدس سرہ کے ایک استاد (۳۶) حافظ امیر اللہ بریلوی' ۲۴ر رجب ۱۳۱۸ ھج کو' امام احمد رضا سے مسئلہ پوچھتے ہیں' سوال و جواب ملاحظہ ہو :

مسئلہ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مرسلہ مولوی حافظ امیر اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ درگاہ شریف ۲۴ر رجب ۱۳۱۸ ھج

مُحَلِّقِیْنَ رُؤسَکُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ سے سر منڈانا اور کترانا مفہوم ہوتا ہے بابو لوگ یا نیاچرہ منڈاتے نہیں بہت چھوٹے چھوٹے بال رکھتے ہیں ذرا بڑھے تو کترا ڈالے کیا یہ شکل مُقَصِّرِیْن سے مفہوم ہے فقہ میں کیا ثابت ہے ؟

الجواب' آیہ کریمہ میں حلق و تقصیر حج کا ذکر ہے' تقصیر حج یہ کہ ہر بال سے بقدر ایک پورے کے کم کردیں چہارم سر کے بالوں کی تقصیر واجب ہے کُل کی مندوب و مسنون' اسے عادی امور سے تعلق نہیں یہ طریقہ کہ ان کفرہ یا بعض فسقہ میں معمول ہے کہ چھوٹی چھوٹی کھونٹیاں رکھتے ہیں جہاں ذرا بڑھیں کتروادیں خلاف سنت مکروہ ہے سنت یا سارے سر پر بال رکھ کر مانگ نکالنا ہے' یا سارا سر منڈانا اور کراہت اس لئے کہ وضع کفرہ و فسقہ ہے فی الھندیتہ عن الذخیرۃ والشامیتہ عن التتار خانیتہ عن الذخیرۃ والشامیتہ والتاتار خانیتہ عن الذخیرۃ ان یحلق وسط راسہ و یرسل شعرہ من غیر ان یفتلہ فان فتلہ فذلک مکروہ لانہ یصیر مشبہا ببعض الکفرۃ واللہ سبحانہ تعالی اعلم (۳۷) فی رد المحتار عن الروضتہ السّنتہ فی شعر الرأس اما الفرق وأما الحلق

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے ایک متوسل' محمد سلیم' اپنے مرشدان پاک کے اشارے پر' باب الرضا پر حاضر ہوکر سوال کرتے ہیں : ۱۶ر محرام الحرام ۱۳۳۶ ھج کا موقعہ ہے۔ یہ سوال حرمت مصاہرت سے متعلق ہے' جواب میں امام احمد رضا نے زانی کی عمر کو حرمت کا پیانہ بتایا ہے۔ (۳۸)

سید آل مصطفیٰ

مرشدان مارہرہ مطہرہ کا امام احمد رضا سے اس انداز میں استفاضہ کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ امام کو خود آگے بڑھ کر بعض مسائل میں لب وا کرنے پڑے' ایسا ہی ایک واقعہ' حضرت سید العلماء سید آل مصطفیٰ صاحب علیہ الرحمۃ زیب سجادہ مارہرہ کی زبانی سنئے :

" امام احمد رضا اپنے مرکز عقیدت مارہرہ مطہرہ میں حاضر ہیں وہاں اپنے ایک معزز شاہزادے کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی

ملاحظہ فرمائی' امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ جاگ اٹھا مگر ساتھ ہی ساتھ ادب کا خیال بھی دامن گیر رہا- چنانچہ مؤدبانہ عرض کیا کہ حضور آپ سخی ابن سخی کریم ابن کریم ہیں بھکاریوں اور سائلوں کو مایوس نہ کرنا آپ کا موروثی کردار ہے حضور کی انگوٹھی مجھے پسند آگئی ہے سرکار آپ اسے مجھے عطا فرمادیں- شاہزادۂ ذیشان نے مسکراتے ہوئے وہ انگوٹھی اعلیٰ حضرت کو پیش کردی- اسی دن اس امام وقت نے شرعی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی اور پھر اس شاہزادۂ والا تبار کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے اور عرض کیا کہ حضور! جہاں آپ کے گھرانے کی کرم نوازیوں کا ایک رخ یہ ہے کہ آپ سائلوں کو محروم نہیں فرماتے وہیں نوازشات کا یہ رخ بھی تابناک ہے کہ آپ اپنے عقیدتمندوں کے تحائف و ہدایا کو قبول فرماکر انہیں سرخرو و سرفراز بھی فرماتے ہیں اور ان کی دلجوئی اور دل دہی کا پورا خیال فرماتے ہیں تو یہ آپ کا ادنیٰ غلام بھی دو حقیر تحفے لے کر حاضر ہوا ہے یہ کہتے ہوئے پہلے چاندی کی انگوٹھی آگے بڑھائی اور عرض کیا کہ اسے حضور پہن لیں اور پھر وہی سونے والی انگوٹھی پیش کی اور کہا کہ حضور اسے میری طرف سے مخدومہ صاحبہ کی خدمت میں پیش فرمادیں اس دن سے آخری حیات کے لمحہ تک اس شہزادے کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی دیکھی نہیں گئی- امام احمد رضا کا **فریضۂ اصلاح** بھی ادا ہوگیا اور ادب و تہذیب کی پیشانی پر شکن بھی نہ پڑی- انہی شہزادے کے میٹنگ روم میں ایک بار اعلیٰ حضرت کا داخلہ ہوا- آپ کے ساتھ آپ کے پوتے حضور مفسر اعظم ہند بھی تھے اس

وقت حضور مفسر اعظم ہند کے بچپنے کا عالم تھا- **اعلیحضرت** نے دیکھا کہ کمرے کے ہر چہار طرف دیواروں پر جانداروں کی تصویریں آویزاں ہیں- حضور مفسر اعظم ہند دیواروں کو بغور دیکھنے لگے اس پر اعلیٰ حضرت نے اپنے شاہزادے سے عرض کیا کہ حضور یہ بچہ ان تصویروں کو بغور دیکھ رہا ہے ہو سکتا ہے یہ تصویریں اسے پسند آگئی ہوں اگر حضور اجازت دیں تو میں اتارلوں- فرمایا مولنا آپ بخوشی اتار لیں- اعلیٰ حضرت نے ان تصویروں کو فوراً اتار لیا اور باہر لے جاکر ضائع کرادیا اور پھر بہترین آستانوں' قرآنی آیات' ارشادات رسول اور مناظر قدرت کے کتبے تیار کراکے اس شہزادے کی عدم موجودگی میں ان کے کمرے میں لگوادئے- جس وقت وہ اپنے کمرے میں آئے اور یہ منظر دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا کہ یہ ہمارے لئے مولانا کی اصلاح ہے پھر کبھی بھی ان کے کمرے میں جاندار کی تصویر کا گزر نہ ہوا- دیکھئے یہاں بھی وہی انداز ہے --- اصلاح بھی ہوگئی اور نسبت رسول کا پاس و لحاظ بھی باقی رہا- (۳۹)

امام احمد رضا' پر اتنی نوازشات اور **فیوض** کی وجہ ایک ہی ہے کہ' انکو انکے مرشد حضرت سید شاہ آل رسول رحمتہ اللہ علیہ ایسی سند عطا فرماچکے تھے--- جو تمام سندوں پر وزنی ہے: ملاحظہ ہو'

شیخ کی عقیدت :- جب آپ کو آپکے شیخ طریقت نے بیعت کے ساتھ ہی خلافت و اجازت سے نوازا' تو حضرت شاہ مولانا ابو الحسین نوری میاں قدس سرہ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے شیخ طریقت سے اس طرح فرمایا-

"حضور! آپ کے یہاں تو طویل عرصہ باشقت مجاہدات و ریاضات کے بعد خلافت و اجازت دیجاتی ہے' تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں (اعلیٰ حضرت اور آپ کے والد قدس سرہما) کو بیعت کرتے ہی خلافت دیدی گئی؟"

تو حضرت نے ارشاد فرمایا "میاں صاحب! اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لیکر آتے ہیں اسکی صفائی اور پاکیزگی کیلئے مجاہدات طویلہ' ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے' یہ دونوں حضرات صاف ستھرا دل لیکر ہمارے پاس آئے انکو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہوگئی--- پھر آپکے مرشد گرامی نے یہ بھی فرمایا کہ:

"مجھے اس بات کی بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آل رسول! تو میرے لئے دنیا سے کیا لایا؟ تو بارگاہ الٰہی میں کونسی چیز پیش کرونگا' لیکن آج وہ فکر میرے دل سے دور ہوگئی' کیونکہ جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آل رسول! تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں عرض کرونگا الٰہی تیرے لیئے احمد رضا لایا ہوں-(۴۰)

مفتی محمد خلیل خاں

امام احمد رضا کی نسبت چونکہ ' ایسے اچھوں سے ہوگئی' اسلیئے وہ' سب کے مقتدا اور پیشوا ہوگئے' اسی مفہوم کو' مارہرہ مطہرہ کے ایک خلیفہ' اور تاج العلماء کے چہیتے مرید' احسن العلماء کے منفرد استاذ' حضرت خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں قدس سرہ نظم میں یوں بیان کرتے ہیں:

بَارَکَ اللہ فیضِ عامِ حضرتِ اچھے میاں
اچھے اچھوں کا ہے قبلہ سیرتِ احمد رضا (۴۱)

اور فرماتے ہیں:

اچھے اچھوں سے نسبتوں کے طفیل
اچھے اچھوں کا پیشوا ہے رضا (۴۲)

حضرت سید حسن میاں

مرشدان پاک مارہرہ مطہرہ کا یہ استفاضہ' بعد وصالِ امام بھی جاری ہے' چنانچہ احسن العلماء سید مصطفےٰ حیدر حسن عرف سید حسن میاں شاہ قادری برکاتی' نوراللہ مرقدہ' اپنے دونوں بڑے شہزادوں کو بیعت کیلئے امام احمد رضا کے شہزادے مفتئی اعظم ھند کی خدمت میں حاضر کرتے ہیں اور فیوض و برکات کے حصول کیلئے بھی' ان ہی کے در عالی سے رجوع کا مشورہ دیتے ہیں۔ چنانچہ امین البرکات 'ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی' سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ فرماتے ہیں:

"۱۹۷۳ء میں مجھے ایک ایسا مرض لاحق ہوا' جسکا بڑے بڑے ڈاکٹر علاج نہیں کرسکے' والد ماجد (حضور احسن العلماء قدس سرہ) نے فرمایا' کہ حضرت مفتی اعظم سے نقش منگواؤ' چنانچہ یہی کیا اور اللہ کے فضل سے شفائے کلی حاصل ہوگئی"۔ (۴۳)

حضور احسن العلماء مولانا سید حسن میاں شاہ علیہ الرحمتہ کی شاید ہی کوئی ایسی نشست یا محفل یا تقریر ہوتی ہو جسمیں آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ذکر "میرے اعلیٰ حضرت" کہکر نہ فرماتے ہوں۔ (۴۴)

اعلیٰ حضرت کے کلام کی ماھرانہ تشریح' آج سجادہ نشین مارہرہ مطہرہ خانقاہ برکاتیہ حضرت حسن میاں صاحب سے اچھی کوئی نہیں کرسکتا۔ امام احمد رضا سے انکو والہانہ انسیت و عقیدت تھی' اس عقیدت کا اظہار ایک شعر میں اسطرح فرماتے ہیں:

رضا کے غلامو! چلو تم بھی آؤ
کہ تم کو رضا سے ملاتی ہے گاگر (۴۵)

غرضیکہ امام احمد رضا' اور مرشدان مارہرہ مطہرہ' ایسی ذوات ہیں' جو ایک دوسرے کا عکس جمال ہیں--- یہ حضرات وہ چمک دمک رکھتے ہیں' جو اپنے چاہنے والوں کو چمکادیتی ہے--- جو بھی در رضا سے وابستہ ہوکر' غلامان غوث اعظم میں شامل ہوتا ہے' وہ قیامت تک حسین ہوجاتا ہے۔

ماخذ و مراجع

۱۷۔ (۱) راقم الحروف احمد میاں برکاتی' مقدمہ اصح التواریخ' مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۰
(۲) بحوالہ مفتی اعظم سندھ مطبوعہ حیدر آباد صفحہ ۲۲ و بحوالہ قلمی بیاض مفتی محمد خلیل خاں برکاتی'
(۳) محمد خلیل خاں' مفتی' برکاتی' ہماری نماز مطبوعہ لاہور' صفحہ ۵
۱۸۔ سید محمد میاں قادری' حضرت' تاریخ خاندان برکات مطبوعہ کراچی صفحہ ۶۵

۱۹- (۱) راقم الحروف احمد میاں برکاتی، ملفوظات مشائخ مارہرہ، مطبوعہ کراچی صفحہ ۳۳
(۲) محمد خلیل خاں برکاتی، مفتی، خلیل ملت، ہماری نماز، مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۱
۲۰- احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۷۳ جلد ۳
۲۱- احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ مطبوعہ کراچی صفحہ ۵۷۲-۵۷۳ جلد ۱
۲۲- احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۳۱-۱۳۲ جلد ۲
۲۳- احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۱۳ جلد ۶
۲۴- احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۱۱ جلد ۶
۲۵- سید محمد میاں قادری، حضرت تاج العلماء، تاریخ خاندان برکات، مطبوعہ کراچی صفحہ ۶۶
۲۶- راقم الحروف احمد میاں برکاتی، مقدمہ، اصح التواریخ، مطبوعہ کراچی فروری ۱۹۸۸ء صفحہ ۱۰
۲۷- سید محمد میاں قادری، حضرت تاج العلماء، تاریخ خاندان برکات، مطبوعہ کراچی صفحہ ۵۹
۲۸- (۱) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۷ء، صفحہ ۴۸۶ تا ۴۹۱ جلد نمبر ۴
(۲) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ اگست ۱۹۹۶ء رضا فاؤنڈیشن لاہور، صفحہ ۹۹ تا ۱۰۹ جلد نمبر ۱۰ (مگر اس ایڈیشن میں، رضا فاؤنڈیشن نے سائل کا نام درج نہیں کیا ہے، جو غالباً سہواً ہوا ہوگا)- برکاتی
۲۹- سید محمد میاں قادری، حضرت تاج العلماء، تاریخ خاندان برکات، مطبوعہ کراچی صفحہ ۴۹
۳۰- محمد خلیل خان، مفتی، برکاتی، تلخیص بیاض قلمی، صفحہ ۲۸
۳۱- احمد رضا خاں امام، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ فیصل آباد صفحہ ۱۱۳ جلد نمبر ۵
۳۲- سید محمد میاں، حضرت تاج العلماء، تاریخ خاندان برکات مطبوعہ کراچی صفحہ ۴۹ و ۵۳
۳۳- احمد رضا خاں امام، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ فیصل آباد صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۲ جلد نمبر ۵
۳۴- سید محمد میاں، حضرت تاج العلماء، تاریخ خاندان برکات، مطبوعہ کراچی صفحہ ۴۹-۵۰-۵۱
۳۵- احمد رضا خاں امام، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ اعظم گڑھ صفحہ ۶۶۴ جلد ۴
۳۶- سید محمد میاں، حضرت تاج العلماء، تاریخ خاندان برکات، مطبوعہ کراچی صفحہ ۶۶
۳۷- احمد رضا خاں امام، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۰۵ جلد ۱۰
۳۸- احمد رضا خاں امام، فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ فیصل آباد صفحہ ۲۰۰ جلد ۵
۳۹- محمد اظہار اشرف، مولانا سید اشرفی کچھوچھوی، ماہنامہ استقامت کانپور مفتی اعظم ہند نمبر مئی ۱۹۸۳ء، صفحہ ۴۵۱-۴۵۲
۴۰- عبد المجتبی رضوی، مولانا، تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، مطبوعہ بنارس ۱۹۸۹ء و لاہور ۱۹۹۲ء صفحہ ۴۰۰ بحوالہ حاشیہ تذکرہ نوری صفحہ ۴۰
۴۱- محمد خلیل خاں، مفتی، جمال خلیل، مطبوعہ حیدر آباد سندھ ۱۹۹۵ء صفحہ ۱۱۷
۴۲- محمد خلیل خاں، مفتی، جمال خلیل، مطبوعہ حیدر آباد سندھ ۱۹۹۵ء صفحہ ۱۱۹
۴۳- سید محمد امین میاں قادری مارہروی، شہزادہ خانوادۂ برکات، ماہنامہ استقامت کانپور، مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۱۳۸
۴۴- سید شاہ محمد امین، حضرت، شمارۂ خصوصی بیاد احسن العلماء، اہلسنت کی آواز، مطبوعہ ۱۹۹۵ء خانقاہ برکاتیہ بڑی سرکار، مارہرہ صفحہ ۲۸
۴۵- راقم الحروف احمد میاں برکاتی، تذکرہ سید حسن میاں مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۹۵ء صفحہ ۱۱

﴿چھٹی قسط﴾

تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

غرض یہ کہ عثمانی عہد کے مکہ مکرمہ میں رائج ذرائع تعلیم میں سے چوتھا ذریعہ ''کتاب'' کا تھا۔ شہر بھر کے مختلف گلیوں کی کسی عمارت کے ایک کمرہ میں چٹائی بچھائے اور پانی کی صراحیاں اپنے پاس رکھے ایک عالم تشریف فرما ہوتے اردگرد کے گھروں کے بچے ان کے پاس آتے اور ان سے قرآن مجید حفظ و ناظرہ، ابتدائی دینی تعلیم نیز املاء و حساب کی ابتدائی تعلیم حاصل کرتے۔ ان چھوٹی چھوٹی درس گاہوں کو ''کتاب'' اور ان میں تعلیم دینے والے عالم کو ''شیخ الکتّاب'' کہا جاتا تھا۔ چودھویں صدی ہجری کے آغاز پر پورے مکہ مکرمہ میں ۴۳ / کتاتیب موجود تھے جن میں کل ۱۱۵۰ / طلباء زیر تعلیم تھے۔ حسن عبدالحئ قزاز مکی نے اس دور کے اہم کتاتیب کے نام اپنی کتاب میں درج کیے ہیں۔ (۹۸)

جب حجاز مقدس سے عثمانی دور کا خاتمہ ہوا تو مسجد الحرام میں قائم حلقات دروس اور صولتیہ، فلاح، فخریہ، خیریہ احمدیہ و رشدیہ نامی مدارس کے علاوہ کتاتیب کو مکہ مکرمہ میں اپنے دور کی علمی درس گاہوں کی صورت میں یادگار چھوڑا۔

عثمانی ترکوں کے عہد کے اختتام تک مکہ مکرمہ میں وہابیت کو پنپنے کا موقع نہیں ملا بلکہ اکابر علماء مکہ میں سے متعدد نے اس کے تعاقب میں قلم اٹھایا لیکن اس عہد کے آخری چند برسوں کے دوران محض دو تین علماء شیخ احمد فقیہ و شیخ عبدالرحمٰن اسکوبی مذکورہ عقیدہ اختیار کر چکے تھے جبکہ ان کے نظریات و افکار پر اہل مکہ میں سے کسی نے توجہ نہیں دی۔ فاضل بریلوی نے علوم مصطفےٰ ﷺ پر وہابیہ کے اعتراضات کے جواب میں بعض اکابر علماء مکہ کی خواہش پر کتاب ''الدولۃ المکیۃ'' لکھی۔ ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو گورنر مکہ سید علی پاشا (۹۹) کا دربار منعقد ہوا تو اس میں علماء مکہ مکرمہ کی کثیر تعداد و دیگر اہل علم کے علاوہ فاضل بریلوی بھی موجود تھے۔ گورنر جو خود ذی علم تھا اس کے حکم پر مفتی احناف شیخ صالح کمال مکی نے بھرے دربار میں الدولۃ المکیۃ پڑھ کر سنائی۔ اس موقع پر مذکورہ دونوں وہابی علماء کی موجودگی میں گورنر مکہ نے بآواز بلند کتاب کے مندرجات کو سراہا اور وہابیہ کے اعتراضات کو بے بنیاد قرار دیا۔ بعد ازاں وہابیہ نے مسجد الحرام کے ایک ناخواندہ و جاہل اہلکار کے توسط سے فاضل بریلوی کے معتقدات نیز علماء مکہ کی طرف سے آپ کی معاونت و پذیرائی کو شکایت کے انداز میں گورنر حجاز احمد راتب پاشا کے گوش گزار کیا جس پر گورنر حجاز نے ایک چپت اس اہلکار کی گردن پر جمائی اور اسے واشگاف الفاظ میں جھٹک دیا پھر اکابر علماء مکہ نے الدولۃ المکیہ پر تقریظات لکھیں اور تمام مکہ معظمہ میں اس کتاب کا شہرہ ہوا اور گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان (وہابیہ) کا تمسخر کرتے۔ (۱۰۰)

مقامی علماء کے علاوہ دیگر ممالک سے ہجرت کر کے

★ (ناظم بہاءالدین زکریا لائبریری، چکوال)

آنے والوں میں سے اگر کوئی عالم مذکورہ عقیدہ پر عمل پیرا تھے بھی تو اس دوران انہیں مکہ مکرمہ میں اپنے نظریات کے دوٹوک اظہار کی ہمت نہیں ہوئی۔

ھاشمی عہد:

۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء کو حجاز مقدس سے ترکوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو آج کے شاہ اردن سید عبداللہ دوم بن شاہ حسین (م ۱۹۹۹ء) بن طلال (م ۱۹۷۲ء) بن عبداللہ اول (م ۱۹۵۱ء) بن حسین (م ۱۹۳۱ء) بن علی حسنی ھاشمی کے جدامجد سید حسین بن علی نے مملکت حجاز قائم کی اس ھاشمی سلطنت کا خاتمہ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء میں علاقہ نجد کے السعود خاندان کے ہاتھوں ہوا۔ عثمانیوں کی طرح یہ ہاشمی خاندان بھی سواد اعظم کے مسلک و جماعت سے وابستہ تھا چنانچہ ہاشمی عہد کے دوران مکہ مکرمہ میں تعلیم کے ذرائع میں کوئی بڑی تبدیلی رونما نہیں ہوئی الا یہ کہ مکہ مکرمہ سمیت پوری مملکت حجاز سے ترکی نصاب اور اس زبان سے متعلق مدارس مثلاً رشدیہ وغیرہ کو بند کر دیا گیا اور حکومت نے ھاشمیہ، راقیہ اور عالیہ نام کے نئے مدارس قائم کیلئے (۱۰۱) اسی عہد میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد شیخ عبدالخالق بنگالی نے مدرسہ دارالفائزین کی بنیاد رکھی۔ (۱۰۲)

شیخ ابوبکر خوقیر (۱۲۸۴ھ---۱۳۴۹ھ) مکہ مکرمہ کے پہلے عالم ہیں جنھوں نے شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدی کی تصنیفات کے مطالعہ کے نتیجہ میں وہابیت اختیار کی اور پھر ھاشمی عہد میں کھلم کھلا اس شہر مقدس میں اس عقیدہ کا پرچار شروع کیا نیز اس فکر پر کتب تصنیف کیں۔ اس کی ابتداء تب ہوئی جب ۱۳۲۶ھ یعنی عثمانی عہد میں سید حسین بن علی ھاشمی مکہ مکرمہ کے گورنر بن کر آئے اور ۱۳۲۷ھ میں شیخ ابوبکر خوقیر کو "مفتی حنابلہ" مقرر کیا۔ شیخ خوقیر نے یہ اہم ذمہ داری سنبھالتے ہی مسجد الحرام میں اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ شروع کر دی جس کی اطلاع فوراً ہی گورنر تک پہنچی جس پر شیخ خوقیر کو اس منصب سنبھالنے کے محض دو دن بعد معزول کر کے قید کر دیا گیا اور وہ اٹھارہ ماہ تک قید رہے۔ ۱۳۳۴ھ میں یہی گورنر مملکت ھاشمیہ حجاز کے پہلے بادشاہ بنے تو تھوڑے ہی عرصہ بعد اہل مکہ کی طرف سے شیخ خوقیر کی پھر سے بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی شکایت ان تک پہنچی جس پر ۱۳۳۹ھ میں شیخ خوقیر کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا گیا تا آنکہ ۱۳۴۳ھ میں حجاز مقدس پر السعود خاندان کی حکومت قائم ہوئی اور وھابی حکمرانوں نے انہیں رہا کیا۔ شیخ ابوبکر خوقیر عثمانی اور پھر ھاشمی عہد میں لگ بھگ چھ برس تک قید رہے۔ (۱۰۳)

چودھویں صدی کے نصف اول کے مختلف ادوار یعنی عثمانی عہد کے آخری ایام، پورا ھاشمی عہد اور پھر سعودی عہد کے ابتدائی برسوں کے مکہ مکرمہ میں مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے اہل سنت علماء کرام کی کثیر تعداد موجود تھی۔ ان میں سے جو علماء کرام اپنے دور کے اکابرین میں شمار ہوئے ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف ان کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ ہے جن میں سے اکثر کے حالات سیر و تراجم، مختصر نشر النور، نشر الدرر اور نظم الدرر میں درج ہیں۔

سعودی عہد:

۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء آیا انقلاب برپا ہوا اور حجاز مقدس پر علاقہ نجد کے شہر ریاض سے ملحقہ دیہات درعیہ سے تعلق رکھنے والے السعود خاندان کی حکمرانی قائم ہوگئی۔ سعودی مملکت کے بانی عبدالعزیز السعود (۱۲۹۳ھ---۱۳۷۳ھ/۱۸۷۶ء---۱۹۵۳ء) وھابی عقائد پر عمل پیرا تھے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ اپنے تخت یعنی عرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرنا شرک اکبر و کفر ہے ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام اور اس کا نکاح باطل ہے اس کی بیوی کو طلاق کی ضرورت نہیں کسی اور سے نکاح کر لے ایسے شخص کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے اس کی نماز جنازہ پڑھے بغیر کسی گڑھے میں ڈال کر اسے مٹی سے بھر دیا جائے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کرنا گناہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے متعلق آثار کی زیارت کے لئے جانا عبث ہے اور فراعنہ تہذیب کے آثار کو دیکھنے کے لئے مصر کا سفر اختیار کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ آج کی یہودی و عیسائی عورت سے نکاح جائز اور ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے۔ مزید یہ کہ تصوف اور صوفیاء کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور امام معین کی تقلید حرام ہے۔ گو کہ آگے چل کر مختلف اسلامی ممالک میں اسی فکر سے جنم لینے والے بعض مکاتب فکر کو اپنا پیغام پھیلانے کے لئے جزوی طور پر تعلیمات تصوف اور تقلید ائمہ اربعہ کا سہارا لینا پڑا۔ وھابی عقائد پر شیخ ابن تیمیہ، شیخ محمد بن عبدالوھاب، شاہ اسمٰعیل دہلوی اور شیخ ناصر البانی (م ۱۹۹۹ء) تصنیفات نیز سعودی علماء کے جاری کردہ فتاوے کا مجموعہ ''فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ'' بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔

الغرض السعود خاندان کی مذہبی شدت پسندی نیز شیخ محمد بن عبدالوھاب اور بعد ازاں ان کی اولاد سے اس خاندان کے قریبی مراسم کی تفصیلات اہل حجاز سے مخفی نہ تھیں۔ چنانچہ مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز میں سعودی انقلاب کا فوری ردعمل یہ سامنے آیا کہ عقیدہ یا سیاسی اختلاف کی بنیاد پر جان و مال کے خوف سے عام باشندوں اور علماء کی بڑی تعداد نے ہجرت اختیار کی جیسا کہ مملکت ھاشمیہ حجاز کے چیف جسٹس و مفتی احناف شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے قاھرہ گئے ہوئے تھے انقلاب رونما ہونے پر آپ وہیں سے اردن تشریف لے گئے اور عمر بھر اپنے وطن حجاز لوٹ کر نہ آئے (۱۰۴)۔ ھاشمی دور کے وزیر خزانہ علامہ سید محمد طاہر دباغ طائفی (۱۳۰۸ھ---۱۳۷۸ھ/۱۸۹۰ء---۱۹۵۸ء) اپنے پورے خاندان سمیت مکہ مکرمہ سے ہندوستان پہنچے پھر عرصہ دراز مختلف اسلامی ممالک انڈونیشیا وغیرہ میں پناہ گزیں رہ کر تدریس سے وابستہ رہے (۱۰۵) علامہ سید عبداللہ دحلان شافعی رحمۃ اللہ علیہ انقلاب کے ایام میں بعض ممالک کے تبلیغی دورے پر تھے چنانچہ آپ کئی سال تک سنگاپور میں سکونت اختیار کئے رہے (۱۰۶) شیخ محمد علی مالکی مفتی مالکیہ رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد سعید یمانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الگ الگ انڈونیشیا کی راہ لی (۱۰۷) محدث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی رحمۃ اللہ علیہ نے عدن کا سفر اختیار کیا (۱۰۸) اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ سید احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتب کے شارح علامہ سید عثمان شطا رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) کے فرزند علامہ سید علی بن عثمان شطا شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء) انڈونیشیا تشریف لے گئے (۱۰۹) اور ھاشمی عہد کے چیئرمین مجلس شوریٰ علامہ سید عبداللہ زواولی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ---۱۳۴۳ھ) جنہوں نے مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی اور مسجد الحرام کے مدرس پھر مفتی شافعیہ رہے اسی انقلاب کے دوران طائف میں شہید کئے گئے (۱۱۰) اور فاضل بریلوی کے اہم خلیفہ جسٹس مکہ و شیخ الخطباء شیخ عبداللہ ابو الخیر مرداد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انقلاب کے ایام میں طائف ہی میں شہادت پائی۔ (۱۱۱)

حوالے وحواشی

(۹۷) شیخ ھاشم اشعری انڈونیشی کے حالات تشنیف الاسماع ص ۵۶۲-۵۶۴ پر درج ہیں۔ روزنامہ اردو نیوز جدہ شمارہ ۱۶ نومبر ۱۹۹۹ء ڈاکٹر محمد عبدالخالق کا مضمون بعنوان ''انڈونیشیا کی اسلامی ثقافت میں عربوں کا کردار'' ص ۵۔

(۹۸) اھل الحجاز ص ۱۷۴-۱۷۶، الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ص ۱۴۳-۱۴۴، سیروتراجم ص ۱۶۵۔

(۹۹) علی پاشا بن عبداللہ ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۶ھ تک مکہ مکرمہ کے گورنر رہے پھر مصر منتقل ہوگئے اور وہیں وفات پائی (مختصر نشر النور ص ۳۰۵ حاشیہ)

(۱۰۰) الملفوظ ج ۲ ص ۱۲۸-۱۳۲ ملخصاً۔

(۱۰۱) الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ ص ۱۰۷، ۱۵۱۔

(۱۰۲) اعلام الحجاز ج ۲ ص ۳۰۵۔

(۱۰۳) شیخ ابوبکر خوقیر کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۲ ص ۷۰، سیروتراجم ص ۲۲-۲۴، نشر الدرر ص ۱۷، مختصر نشر النور ص ۲۲۴، نظم الدرر ص ۱۴۴۔

(۱۰۴) معارف رضا، کراچی شمارہ ۱۹۹۸ء ص ۱۷۴-۱۷۵۔

(۱۰۵) اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للھجرۃ، محمد علی مغربی، طبع دوم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء مطبوعہ جدہ ج ۱ ص ۲۸۸-۲۹۴۔

(۱۰۶) سیروتراجم ص ۲۰۹، رجال من مکۃ المکرمہ ج ۳ ص ۱۹۹۔

(۱۰۷) سیروتراجم ص ۲۶۲، الدلیل المشیر ص ۱۰۸-۱۰۹

(۱۰۸) سیروتراجم ص ۲۰۶۔

(۱۰۹) الدلیل المشیر ص ۲۸۲-۲۸۴۔

(۱۱۰) سیروتراجم ص ۱۴۰-۱۴۲ وغیرہ۔

(۱۱۱) اعلام الشرقیہ ج ۲ ص ۹۰۲-۹۰۳، نشر الدرر ص ۴۳۔

ڈاکٹر جلال الدین نوری کو

چیئرمین شعبہ علوم اسلامی کا منصب سنبھالنے پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی مبارک باد

بین الاقوامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی مجلس عاملہ نے ممتاز ماہر تعلیم ڈاکٹر جلال الدین نوری کو کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ علوم اسلامی کے چیئرمین کا عہدہ سنبھالنے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ فاضل موصوف کی ذات سے توقع ہے کہ ان کی سرپرستی میں شعبہ علوم اسلامی احسن طریقے سے طلبائے اسلام کی پیاس بجھائے گا۔

صد سالہ جشن منظر اسلام

یادگار امام احمد رضا ''جامعہ رضویہ منظر اسلام'' بریلی شریف کا صد سالہ جشن صفر المظفر ۱۴۲۲ھ کو نہایت شان وشوکت سے منایا جارہا ہے اس موقع پر ''ماہنامہ معارف رضا کراچی'' خصوصی مقالات ومضامین شائع کرے گا جبکہ ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی'' ایک ضخیم یادگاری مجلّہ شائع کررہا ہے اہلِ علم سے مقالات ومضامین بروقت ارسال کرنے کی درخواست ہے دونوں رسائل کیلئے مقالات ادارہ کے پتے پر ارسال کیئے جاسکتے ہیں۔

(ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

(نویں قسط)

سفر نامۂ قاهره

تحریر : سید وجاهت رسول قادری

جامعہ ازھر شریف اور قاہرہ کے علماء ومشائخ اور یہاں کے عوام ۹۵ رفیصد ہمارے ہم مشرب ہم عقیدہ ہیں۔ اہل تصوف سے محبت کرنے والے ہیں تو انہیں حیرت ہوئی۔ ہم نے انہیں یہ بھی اطلاع دی کہ ہمارے علماء و بزرگ اول تو یہاں آئے نہیں اور اگر آئے بھی ہوں تو بالکل نجی دورہ ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ مزارات کی زیارت کی، واپس تشریف لے گئے۔ جبکہ دیو بندی وہابی، حضرات علماء اور اسکالر کے بھیس میں ہر سال یہاں آتے رہتے ہیں، ان کے شیخ ازھر اور جامعہ ازھر کے مشہو اساتذہ کرام اور یہاں کے علماء و مشائخ سے رابطے ہیں وہ اہل تصوف کے لبادے میں ان کی محفلوں میں بھی شریک ہوتے ہیں مزارات پر بھی حاضری دیتے ہیں اور ہمارے خلاف انہوں نے اہل بدعت ہونے کا پروپیگنڈہ کیا ہوا ہے۔ اگر آپ جیسے علماء اور بزرگ حضرات یہاں کے علماء و مشائخ سے رابطہ نہیں کریں گے اور اپنے عقائد و مسلک حقہ سے اور دیو بندی وہابیوں کے عقائد اور گستاخانہ خیالات سے انہیں آگاہ نہیں فرمائیں گے تو پھر یہاں کے لوگوں کی ہمارے بارے میں غلط فہمیاں کیسے دور ہوں گی فقیر نے ان کو بتایا کہ مجاہد ملت علامہ عبدالحامد بدایونی صاحب علیہ الرحمۃ جب تک حیات رہے برابر قاہرہ تشریف لایا کرتے تھے۔ یہاں متعارف ہیں ان کے بعد ہمارے علماء میں سے کوئی رابطہ بحال رکھنے کیلئے نہیں آیا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۰-۴۰ رسال کے عرصے میں دوسروں نے اپنا رابطہ مستحکم کرلیا اور ہمیں ہماری کوتاہیوں نے نقصان پہنچایا، ہمارے علماء کا نہ یہاں کی لائبریریوں یا کتب خانوں میں لٹریچر موجود ہے، نہ حلقہ علماء میں ان کا تعارف ہے۔ مختصر یہ کے مولانا سالم میاں صاحب نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور اس بات کو سراہا کہ پاکستان سے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب مدظلہ العالی کے دکتور سید محمد حازم المحفوظ کے رابطہ اور امام احمد رضا کے عربی کلام ''بساتین الغفران'' کی اشاعت نے مثبت اثرات پیدا کئے، یہاں کے علماء و اساتذہ سے پھر سے رابطے بحال ہوئے اخبار ورسائل میں مضامین بھی شائع ہو رہے ہیں۔ جامعہ ازھر میں امام احمد رضا کے حوالے سے مولانا مشتاق احمد شاہ الازھری اور مولانا ممتاز احمد سدیدی کے ام-فل کے مقالوں نے، یہاں زیر تعلیم پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے سنی طلباء میں اعلیٰ حضرت اور سنی علماء کی شخصیات و تصانیف پر تحقیقی کام کرنے کا ذوق پیدا کر دیا ہے وہیں جامعہ ازھر اور جامعہ عین الشمس وغیرہ کے اساتذہ کرام کو امام احمد رضا اور دیگر علماء اہل سنت کے مسلک و عقیدہ اور علمی مقام و مرتبہ سے آگاہی کا موقع بھی فراہم کر دیا نیز مصر، افریقہ، ملائیشیا اور دیگر ممالک کے طلباء میں بھی امام احمد رضا اور ان کے متوسلین علماء کا لٹریچر پڑھنے کا شوق پیدا ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب یہی طلباء علماء اہل سنت پر تحقیقی اور تصنیفی کام میں خود پیش رفت کریں گے۔

اس طویل گفتگو کے بعد مولانا سالم میاں صاحب نے بہت تپاک سے ہمیں رخصت کیا۔ ماشاء اللہ ان کے صاحبزادے

بھی خاصے ذہین ہیں اور علم کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں ان سے مل کر ہمیں بڑی مسرت ہوئی۔ واپسی میں راستے میں ایک جگہ رک کر حازم صاحب نے قاھرہ کے ایک روزنامہ ''آفاق عربیہ'' کا دفتر بھی دکھایا جو ہم نے باہر ہی سے دیکھا۔ اس اخبار میں امام احمد رضا کے حوالے سے حازم صاحب کے کئی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ تقریباً ایک بجے رات میں فندق الاسلامیہ واپسی ہوئی۔ مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب اور دیگر پاکستانی و ہندوستانی طلباء اپنے ہوسٹل جامعہ ازھر کے ہوسٹل البعوث الاسلامیہ لوافدین (یعنی بیرون ملک طلباء کے ہوسٹل) چلے گئے۔

دوسرے دن ۸؍ستمبر ۱۹۹۹ء کی صبح، دس گیارہ بجے کے درمیان، مندرجہ ذیل طلباء ملاقات کیلئے آئے:

مولانا قاری فیاض الحسن صاحب.........مولانا خطیب احمد صاحب (کلیۃ دین تخصص فی الحدیث).........مولانا سلطان العارفین ابن پیر طریقت علامہ علاء الدین صدیقی صاحب چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی، نیریاں شریف، آزاد کشمیر (کلیۃ الاصول الدین ،تخصص فی الحدیث.........اور مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب۔

قاری فیاض الحسن صاحب، مولانا سدیدی صاحب اور شیخ حازم صاحب تقریباً روزانہ کے آنے والوں میں سے تھے، بلکہ قیام قاھرہ کے دوران یہ حضرات ہمارے گائڈ کی حیثیت سے ہمارے ساتھ ساتھ رہے۔ ان کے علاوہ بھی کچھ طلباء رہے جن کے اسماء گرامی فقیر کو یاد نہیں رہے۔ پھر محترم دکتور حازم صاحب، مولانا ممتاز احمد سدیدی اور قاری فیاض الحسن کے ساتھ ہم دونوں جامعہ ازھر شریف کے پرانے کیمپس کی زیارت کو گئے۔ سبحان اللہ، جیسی عالیشان عمارت اور وسیع کیمپس ہے ویسی ہی عالیشان جامعہ ازھر کی مسجد ہے اس کی تعمیر کی تاریخ ایک ہزار سال سے کچھ زیادہ ہے یہ دور خلافت فاطمیہ میں یہ تعمیر ہوئی۔ صدر حسنی مبارک نے ۱۹۹۸ء-۱۴۱۹ھ میں عید میلاد النبی ﷺ (۱۲ ربیع الاول شریف) کے موقع پر اس مسجد کی مرمت رنگ و روغن اور زیب و زینت کے کام کا افتتاح کیا۔ افتتاحی تقریب کی تختی جس کی نقاب کشائی صدر مصر نے کی تھی مسجد کے صدر دروازے سے ملحق دیوار پر لگی ہوئی ہے جس میں جلی حروف میں عربی میں درج ذیل مضمون لکھا ہوا ہے۔

''عزت مآب حسنی مبارک رئیس جمہوریہ مصر نے مولد النبی ﷺ کے مبارک دن اس مسجد کی مرمت اور از سر نو زیب و آرائش کا افتتاح فرمایا''

اس میں سن عیسوی و ہجری دونوں لکھا ہوا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جامعہ ازھر کی مسجد کی دیوار پر سنگ مرمر پر کندہ یہ عبارت نہ صرف عزت مآب صدر حسنی مبارک بلکہ جمہوریہ مصر کے سرکاری اور عوامی مذہب و مسلک کی آئینہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہمیں بتایا گیا کہ قاھرہ اور مصر کے طول و عرض میں عید میلاد النبی ﷺ سرکاری اور عوامی سطح پر بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے ۱۲؍ ربیع الاول شریف کو عام تعطیل ہوتی ہے۔ جشن و چراغاں ہوتا ہے۔ سرکاری طور پر عید میلاد النبی ﷺ کی محفل میں صدر مملکت، مجلس وزراء کے تمام اراکین، شیخ الازھر رئیس ازھر، مفتی اعظم مصر اور سول اور فوجی افسروں کے علاوہ اسلامی ممالک کے سفراء وغیرہ بھی شریک ہوتے ہیں۔ مسجدوں اور گھروں میں میلاد شریف کی محفل منعقد ہوتی ہیں۔ اولیاء کرام، اہل بیت اور آل رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات پر لوگ کثرت سے حاضر ہوتے ہیں، نور و نکہت کا عجیب سماں ہوتا ہے۔ یہی حال سعودی عرب کے علاوہ تمام دیگر اسلامی (عرب) ممالک کا ہے۔ گویا عالم اسلام کی غالب اکثریت کا یہی عمل اور عقیدہ ہے۔

(باقی آئندہ)

دور ونزدیک سے

مرتبہ: شیخ ذیشان احمد قادری

علامہ قاضی عبدالدائم ، ھری پور

وَاللہ، کیا عظیم شخصیت تھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی! ''کنزالایمان'' کے نام سے قرآن کریم کا جو ترجمہ املاء فرمایا، زمانہ آج تک اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ علم حدیث پر ان کی نظر اس قدر وسیع تھی کہ صرف عقائد پر ان کی پیش کردہ احادیث کو جمع کیا گیا تو **''صحیح البھاری''** جیسی ضخیم کتاب معرض وجود میں آ گئی۔ اصول حدیث اور اسماء الرجال میں اگر کسی نے ان کی مہارت دیکھنی ہو تو اسے چاہئے کہ **منیر العین ، الھاد الکاف** اور **حاجز البحرین** جیسی معرکۃ آراء کتابوں کا مطالعہ کرے۔ اگر کسی نے عربیت میں ان کا کمال دیکھنا ہو تو ان کے عربی اشعار کے مجموعہ **''بساتین الغفران''** کو پڑھے، گنگنائے اور لطف اٹھائے اور اگر کوئی اردو زبان میں ان کے والہانہ عشق مصطفوی سے آگاہی حاصل کرنا چاہے تو آقائے کونین ﷺ کی شان میں لکھی گئی ان کی بے شمار کتابوں کے علاوہ عشق نبی ﷺ کے زندہ جاوید شہکار ''حدائق بخشش'' کی سوز و دروں میں گندھی ہوئی نعتوں سے قلب و روح کی تازگی کا سامان کرے۔ ان نعتیہ اشعار میں غنائیت اس قدر رچی ہوئی ہے کہ:

طوطئ اصفہاں ، سن کلام رضاؔ

بے زباں ، بے زباں، بے زباں ہوگیا

اور سب سے حیرت انگیز کارنامہ اعلیٰ حضرت کا وہ عظیم الشان فتاویٰ ہے جو جدید انداز میں رضا فاؤنڈیشن لاہور کی محنت و کاوش سے شائع ہو رہا ہے۔ اب تک اس کی اٹھارہ ضخیم جلدیں چھپ چکی ہیں۔ مجموعی طور پر غالباً تیس جلدوں میں کام مکمل ہوگا۔ یہ ''فتاویٰ رضویہ'' بلاشبہ فقہ حنفی کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اتنا مفصل، مدلل اور مکمل فتاویٰ کرۂ ارض پر شاید ہی کوئی ہو۔

خوش نصیب ہیں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے منتظمین جو ہر سال اس عظیم اور نادر روزگار ہستی کی یاد میں محفلیں منعقد کرتے ہیں اور لوگوں کو ان کی دینی و ملی خدمات سے آگاہ کرتے ہیں۔

ہم ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد شاخ کو دل کی گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محترم جناب حاجی کے. ایم. زاھد صاحب اور ان کے رفقاء و معاونین کو ایسی نورانی مجلس منعقد کرنے پر اجر عظیم عطا فرمائے اور اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کے فروغ کے لئے ان کی کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ آمین

سید عبدالباری جیلانی

(اعزازی قونسل جنرل ری پبلک کیمرون، کراچی)

''معارف رضا'' برابر موصول ہو رہا ہے اور وقت نکال کر برابر فیض حاصل کرتا ہوں، یہ چھوٹا سا مجلہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مصداق ہے امسال برکاتی فاؤنڈیشن نے کراچی میں جو عالمی محفل میلاد کا انعقاد کیا اسے خدا قبول فرمائے ایسی محافل بار بار ہونا چاہیے میری جانب سے ان کے عہدیداران کو مبارک باد پہنچادیں۔

علامہ سید جلال الدین قادری (کھاریاں گجرات)

فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم کے لئے دارالعلوم امجدیہ کراچی کو بار بار لکھا مگر کوئی جواب نہ آیا، آپ کی طرف سے فتاویٰ رضویہ مل گئی، شکریہ۔ منظر اسلام کے حوالے سے ''معارف رضا'' کی خصوصی اشاعت کا اعلان پڑھ کر مسرت ہوئی کچھ نہ کچھ لکھنے کی سعادت ضرور حاصل کروں گا۔

راجہ محمد طاہر رضا ایڈووکیٹ (جہلم)

''معارف رضا'' کے منظر اسلام نمبر کی اشاعت کے اعلان سے بڑی مسرت ہوئی الحمدللہ ادارہ نے پاکستان میں لاج رکھ لی، محقق اہل سنت علامہ سید جلال الدین قادری کے دو مقالات بھیج رہا ہوں انہیں ضرور شامل فرمالیں۔ صد سالہ جشن منظر اسلام کے پروگراموں میں شرکت کیلئے ادارہ کا وفد بریلی شریف ضرور جانا چاہیے۔

محمد سلیم اللہ جندراں (ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ اسکول منڈی بہاء الدین)

''معارف رضا'' برابر مل رہا ہے اور خوب جا رہا ہے میں نے خصوصی نمبر کیلئے دو مقالے روانہ کر دیئے ہیں امید ہے مل گئے ہوں گے یہ مضامین ہندوستان بھی برائے اشاعت روانہ فرمادیں۔

محمد سراج الدین شریفی (بہار، انڈیا)

عنایت نامہ معہ ''معارف رضا'' موصول ہوا، اور ساتھ ساتھ یہ خوش خبری بھی ملی کہ آپ میرا مقالہ ضرور شائع کر دیں گے میں نے آج تک جس کسی کو بھی یہ مقالہ بھیجا سب نے اشاعت سے انکار کر دیا۔ آپ حضرات کے علمی اور دیانتداری کے ذوق کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

فقیر کی عرصہ سے عزیز القدر یرڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری حفظ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہے ان کے مقالہ پاک و ہند کے مختلف جرائد میں نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ الحمدللہ! انہیں کم گو صالح نوجوان پایا اور ان کے متنوع مقالات مسلک اہل سنت کے ترجمان پائے، اتباع شریعت کی بنا پر فقیر قادری انہیں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ اور چشتیہ میں اجازت وخلافت دیتا ہے اس فقیر کو ان سلاسل میں مارہرہ مقدسہ کے سجادہ نشین حضرت پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی دامت برکاتہم سے اجازت وخلافت ہے۔ ''معارف رضا'' کیلئے ایک مضمون اور حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب مدظلہ کا پیغام روانہ ہے۔

قاری محمد رفیق انجم سیالوی (ناظم اعلیٰ: جامعہ عثمانیہ رضویہ سرگودھا)

''معارف رضا'' کا عرصہ سے مداح ہوں، برابر پڑھتا اور محظوظ ہوتا ہوں ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے بعد ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری اور محمد بہاء الدین شاہ صاحب کے مضامین نہایت ذوق سے پڑھتا ہوں، بہاء الدین شاہ صاحب نے شمارہ نومبر ۲۰۰۰ء کے مضمون ''فاضل بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ'' میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے متعلق ایک سعودی نجدی قلم کار کے حوالے سے لکھا ہے کہ موجودہ صدی کے آغاز میں دارالعلوم دیوبند کے ایک فارغ التحصیل عالم نے مکہ مکرمہ میں یہ مدرسہ صولتیہ قائم کیا، جس عالم دین کو ڈاکٹر جہنی نے دیوبند کا فارغ التحصیل لکھا ہے یہ وہی عالم دین مولانا رحمت اللہ کیرانوی ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' پر تقریظ لکھتے ہیں کہ ''میں مولوی رشید احمد کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے'' بحوالہ تذکرہ اکابر اہل سنت، صفحہ نمبر ۳۰۹ رمطبوعہ لاہور، یقیناً بہاء الدین شاہ صاحب کے ذہن میں یہ حوالہ ہوگا تبھی تو انہوں نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر جہنی نے بہت ساری باتیں بے بنیاد لکھ دی ہیں۔

علامہ شمس الہدیٰ مصباحی (مدرس جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، انڈیا)

کنزالایمان شریف سے متعلق شیخ الازہر کو آپ حضرات کی کوششوں کے بعد فقیر ہی نے درخواست دی تھی اور ایک نسخہ بھی پیش کر دیا تھا ساتھ ساتھ ملاقات پر تفصیلی گفتگو میں انہیں ہر طرح مطمئن کر دیا تھا الحمدللہ میری واپسی کے ہفتہ عشرہ بعد ہی اس کی تصدیق وتوثیق کی خبر مصر، لیبیا اور دیگر ممالک کی طرح ہندوستان کے متعدد اخبارات میں شائع ہوگئی اور قاہرہ سے چند احباب کے فون سے بھی اطلاع ملی۔ ''کنزالایمان'' سے متعلق کوئی سند یہاں موصول نہیں ہوئی بس اخباری خبر یا فون پر اطلاع ہوئی پھر آپ کا خط آیا، رئیس الازھر کے دفتر سے مصری سفارتخانہ دلی کو اطلاع آئی ہے کہ رئیس الازہر، جامعہ اشرفیہ کا دورہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اشرفیہ کا جامعہ ازھر سے معادلہ اور اتفاقیہ ثقافیہ کا کام ہو سکے۔

محمد اقبال نوری (بریلی شریف، انڈیا)

''فوزمبین در رد حرکت زمین'' کا اردو وانگریزی ترجمہ بغرض اشاعت ارسال خدمت ہے۔ اردو نسخہ کی تحریر واشکال میں جو خامیاں تھیں بڑی کوشش وجستجو کے بعد ان کی تصحیح کر کے پھر انگریزی ترجمہ کرایا ہے۔ تصحیح کے بعد اردو ایڈیشن کا بھی شائع ہونا ضروری ہے۔ اس میں ڈاکٹر مسعود صاحب کے مقالہ کا انگریزی ترجمہ بھی شامل کر دیا ہے۔ فوزمبین سے متعلق ۱۴۰۱ھ کے ''معارف رضا'' میں حضرت ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کا مضمون شائع ہوا تھا جس میں لکھا ہے کہ فوزمبین کا ایک نسخہ جناب ابراہیم خوشتر صاحب کے پاس موجود ہے ہم نے یہاں صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان صاحب سے خوشتر صاحب کو خط بھیجوایا کئی ماہ گزر گئے جواب نہیں آیا، ممکن ہو تو آپ اپنے طور پر کوشش فرمالیں۔ مضمون کی فوٹو اسٹیٹ روانہ خدمت ہے۔ ڈاکٹر مسعود صاحب جب بریلی تشریف لائے تھے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ حرکت زمین سے متعلق جو مضامین اخبارات میں شائع ہوئے ہیں وہ ان کے پاس محفوظ ہیں اب ۲۵ رتمبر ۲۰۰۰ء کو ڈاکٹر صاحب موصوف کا کرم نامہ موصول ہوا اس میں لکھا ہے کہ اخبارات کے تراشے کی فائل جناب ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کے پاس ہے، اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب سے فائل لے کر ان تراشوں کا انگریزی ترجمہ بھی فوزمبین میں شامل کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

کتبِ نو
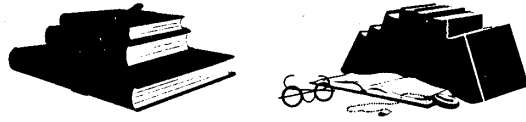
نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں (سید محمد خالد قادری)

''النار الحامیہ لمن ذم المعاویہ'' (احوال ومقامات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تالیف......مولانا محمد نبی بخش حلوائی

ترتیب ومقدمہ......علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

صفحات......176 ہدیہ......=/66 روپیہ (آفسٹ پیپر، پکی بائنڈنگ)

ناشر......مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

''دارالعلوم دیوبند کا بانی کون — ؟''

تصنیف......ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم

صفحات......136 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......الدار السنۃ، 167، ڈمٹمکر روڈ، ناگپاڑہ، ممبئی، انڈیا

(نوٹ: بمبلغ =/60 روپیہ کا منی آرڈر بھیج کر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے فوٹو کاپی حاصل کی جا سکتی ہے)

''حفاظت ناموس حضور کی اہمیت'' (قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں)

مصنف......ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ

صفحات......64 ہدیہ......=/24 روپیہ

ناشر......بزم رضویہ، 14/37، داتا نگر بادامی باغ، لاہور

''روشن صبح'' (امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصلاح معاشرہ)

تحریر......سید زین العابدین راشدی (سندھی)

صفحات......154 ہدیہ......=/50 روپیہ

ناشر......السادات اکیڈمی، مسجد غوث اعظم، مولانا بلبل سندھ روڈ، لاڑکانہ

''سوانح امام المسلمین'' (سندھی)

تحریر......صاحبزادہ سید زین العابدین راشدی

صفحات......112 ہدیہ......=/45

ناشر......السادات اکیڈمی، مسجد غوث اعظم، مولانا بلبل سندھ روڈ، لاڑکانہ

''جامع الکمال فی احوال الابدال'' (اولیاء اللہ کے مراتب)

تصنیف......علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی

صفحات......84 ہدیہ......=/12 روپیہ کے ڈاک ٹکٹ

ناشر......ادارہ معارف نعمانیہ، 323، شاد باغ، لاہور

''سلوک مجددیہ''

مولف......سید محمد عبداللہ محدثِ دکن

صفحات......136 ہدیہ......=/40 روپیہ

ناشر......دارالاخلاص، 49-ریلوے روڈ، لاہور

''اربعین حنفیہ''

مؤلف......فقیہ اعظم علامہ محمد شریف کوٹلوی

صفحات......88 ہدیہ......=/5 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......سنی لٹریری سوسائٹی، 49-ریلوے روڈ، لاہور

''عمدۃ الاصول فی حدیث الرسول''

مصنف......علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی

صفحات......80 ہدیہ......=/18 روپیہ

ناشر......مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

''درود و دعا''

مرتبہ......مولانا اظہار اللہ

صفحات......104 ہدیہ......=/5 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......رضا اکیڈمی، مسجد رضا محبوب روڈ چاہ میراں، لاہور

''اسلام''

از......اقبال احمد اختر القادری

صفحات......16 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......تحریک فکر رضا، اننت ناگ، قاضی محلہ، اسلام آباد کشمیر، انڈیا

تاریخ ______

رکنیت فارم ''ماہ نامہ معارف رضا کراچی''

رکنیت نمبر ______

نام ______ ولدیت ______ فون ______

پتہ ______

______ پوسٹ کوڈ ______ ای میل ______

معارف رضا سے متعلق اہم گزارشات و معلومات

پاکستان میں ہدیہ فی پرچہ =/10 روپیہ۔ سالانہ =/120 روپیہ ہے۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں، منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا نام و پتہ ضرور لکھیں، اگر پہلے سے خریدار ہیں تو اپنے خریداری نمبر کا حوالہ بھی دیں۔ رقم لفافہ میں رکھ کر ہرگز نہ بھیجیں، چیک یا پوسٹل آرڈر بھی ارسال نہ کریں، اگر کوئی مجبوری ہو تو ڈرافٹ بھیج سکتے ہیں جو ماہنامہ ''معارف رضا، کراچی'' کے نام کا ہو۔ اگر سالانہ فیس سے زائد رقم بھجوائیں تو اس کی تشریح ضرور لکھیں کہ کتنی رقم کس مقصد کے لئے ارسال ہے۔ سالانہ فیس کی میعاد ختم ہونے پر ہر خریدار کو اطلاع دی جاتی ہے، اس اطلاع کے بعد جب تک رکنیت فیس موصول نہ ہوگی پرچہ کی ترسیل بند رہے گی۔ رسالہ V-P نہیں کیا جاتا۔ کسی ماہ پرچہ ۱۰ر تاریخ تک نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے دوبارہ طلب کریں ادارہ ہر ماہ یکم شمسی تاریخ کو تمام خریداران کو پرچہ بھجوادیتا ہے، نہ ملنا محکمہ ڈاک کی کوتاہی ہوتی ہے۔ آپ کا خریداری نمبر آپ کے پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے اسے نوٹ فرمالیں اور خط و کتابت کرتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں۔

بیرونی ممالک: بیرون ملک پرچہ کی ترسیل پر ڈاک خرچ بہت زیادہ لگتا ہے اس لئے پرچوں کا ہدیہ =/10 ڈالر سالانہ ہے۔ پاکستان میں فارن کرنسی بینک اکاؤنٹس بند کر دیئے گئے ہیں لہذا رقم پاکستانی کرنسی میں تبدیل کرا کر (مبلغ =/600 روپیہ) دستی یا بصورت ڈرافٹ بنام ''ماہنامہ معارف رضا، کراچی'' اکاؤنٹ نمبر 07-5054 حبیب بینک پریڈی اسٹریٹ برانچ کراچی بنوا کر براہ راست ہمیں ہی ارسال کریں۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان

۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ 74400، فون :- 021-7725150

(لائف ممبر شپ =/4000 روپیہ، بیرون ممالک =/300 ڈالر یا اس کے مساوی پاکستانی کرنسی)